Postal Reg. No. L/P/ GDP-1, DEC 2012

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
62

ایڈیٹر
منیر احمد خادمؔ
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ
بدر
قادیان
The Weekly
BADR Qadian
www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ
01
شرح چندہ
سالانہ 500 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
45 پاؤنڈ یا 70 ڈالر
امریکن
70 کینیڈین ڈالر
یا 50 یورو

20 صفر 1434 ہجری قمری 3 صلح 1392 ہش 3 جنوری 2013ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اللھم اید امامنا بروح القدس
وبارك لنا فی عمرہ وامرہ۔

واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا کے حضور سجدات شکر بجالائے

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذۡ تَاَذَّنَ رَبُّکُمۡ لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَلَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ۔

ترجمہ: ’’اور جب تمہارے رب نے یہ اعلان کیا کہ اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقینا میرا عذاب بہت سخت ہے۔‘‘ (سورہ ابراہیم:۸)

وَمَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ وَمَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیۡ غَنِیٌّ کَرِیۡمٌ (سورہ النمل:۴۱)

ترجمہ: ’’اور جو بھی شکر کرے تو اپنے نفس کے فائدے کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو یقینا میرا رب مستغنی اور صاحبِ اکرام ہے۔‘‘

۔۔۔قَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚۛ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔

(سورہ الاحقاف:۱۶)

ترجمہ: ’’۔۔۔اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق عطا کر کہ میں تیری اس نعمت کا شکریہ ادا کرسکوں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جن سے تو راضی ہو اور میرے لئے میری ذریت کی بھی اصلاح کردے۔ یقینا میں تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔‘‘

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

☆......حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجالاتا ہے، الحمد للہ پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔‘‘ (مسلم کتاب الزھد باب المومن امرہ کلہ خیر)

☆......حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نعمت، شکر کے ساتھ وابستہ ہے اور شکر کے نتیجہ میں مزید عطا ہوتا ہے اور یہ دونوں ایک ہی لڑی میں پروئے ہوتے ہیں۔ اور خدا کی طرف سے مزید عطا کرنے کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک کہ بندہ شکر کرنا نہ چھوڑ دے۔‘‘

(کنز العمال جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۵۱)

☆......حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جو تھوڑے پر شکر نہیں کرتا وہ بڑی (نعمت) پر بھی شکر ادا نہیں کرتا اور جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا کرتا۔ نعمائے الٰہی کا ذکر کرتے رہنا شکر گزاری ہے اور اس کا عدمِ ذکر کفر (یعنی ناشکری) ہے جماعت ایک رحمت ہے اور تفرقہ بازی (پراگندگی) عذاب ہے۔‘‘

(مسند احمد بن حنبل جلد ۴ صفحہ ۲۷۸)

فرمان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

’’واجب اور ضروری ہے کہ ہر کامیابی پر مومن خدا کے حضور سجدات شکر بجالائے کہ اس نے محنت کو اکارت تو نہیں جانے دیا۔ اس شکر کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھے گی اور ایمان میں ترقی ہوگی اور نہ صرف یہی بلکہ اور بھی کامیابیاں ملیں گی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر کرو گے تو البتہ میں نعمتوں کو زیادہ کروں گا۔ اور اگر کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ عذاب سخت میں گرفتار ہو گے۔ اس اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ مومن کا کام یہ ہے کہ وہ کسی کامیابی پر جو اُسے دی جاتی ہے شرمندہ ہوتا ہے اور خدا کی حمد کرتا ہے کہ اس نے اپنا فضل کیا اور اس طرح پر وہ قدم آگے رکھتا ہے اور ہر ابتلاء میں ثابت قدم رہ کر ایمان پاتا ہے بظاہر ایک ہندو اور مومن کی کامیابی ایک رنگ میں مشابہ ہوتی ہے لیکن یاد رکھو کہ کافر کی کامیابی ضلالت کی راہ ہے اور مومن کی کامیابی سے اس کے لئے نعمتوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ کافر کی کامیابی اس لئے ضلالت کی طرف لے جاتی ہے کہ وہ خدا کی طرف رجوع نہیں کرتا بلکہ اپنی محنت، دانش اور قابلیت کو خدا بنالیتا ہے۔ مگر مومن خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے خدا سے ایک نیا تعارف پیدا کرتا ہے اور اس طرح پر ہر ایک کامیابی کے بعد اس کا خدا سے ایک نیا معاملہ شروع ہوجاتا ہے اور اس میں تبدیلی ہونے لگتی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۹۹-۹۸)

’’یہ اللہ تعالیٰ کا کمال فضل ہے کہ اس نے کامل اور مکمل عقائد کی راہ ہم کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے بدوں مشقت اور محنت کے دکھائی ہے وہ راہ جو آپ لوگوں کو اس زمانے میں دکھائی گئی ہے بہت سے عالم ابھی تک اس سے محروم ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کے اس فضل اور نعمت کا شکر کرو اور وہ شکر یہی ہے کہ سچے دل سے ان اعمال صالحہ کو بجالاؤ جو عقائد صحیحہ کے بعد دوسرے حصہ میں آتے ہیں اور اپنی عملی حالت سے مدد لے کر دعا مانگو کہ وہ ان عقائد صحیحہ پر ثابت قدم رکھے اور اعمال صالحہ کی توفیق بخشے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۹۴-۹۵ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۶۶)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

سال نو اور ہماری ذمہ داریاں

۳۱ دسمبر کی انتہائی ٹھنڈی اور لمبی رات میں گھڑی نے بارہ بجائے اور ہم عیسوی تقویم کے سال ۲۰۱۲ کو الوداع کہتے ہوئے نئی امنگوں، جوش اور ولولوں کے ساتھ ۲۰۱۳ میں داخل ہو گئے۔ گو کہ اسلامی کیلنڈر کے لحاظ سے یہ سال کا پہلا دن نہیں ہے بلکہ اسلامی کیلنڈر تو محرم الحرام کے بابرکت مہینہ سے شروع ہوتا ہے اور اہم اسلامی کیلنڈر ۱۴۳۴ ہجری قمری سے گذر رہے ہیں۔ لیکن گریگورین کیلنڈر کے حساب سے جو آج کل ساری دنیا میں رائج ہے اور اسلامی ممالک میں بھی رواج پا چکا ہے، یکم جنوری سال کا پہلا دن ہے اس دن عموماً نئے سال کے شروع ہونے پر مبارک بادی دی جاتی ہے اور نئے سال کا استقبال کرنے کیلئے بڑے ذوق وشوق اور شور وغل اور ہنگامے کئے جاتے ہیں اور اس استقبال میں دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم کا باشندہ اپنی اپنی بساط اور طاقت کے مطابق حصہ لیتا ہے۔

ایک مومن کے لئے ہر سال نیا دن آتا ہے اور گزر جاتا ہے اور اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے لیکن چونکہ سارے معاشرے میں نئے سال کو لیکر ایک شور اور مبارک بادی کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اس لئے ایک مومن کو اپنے فرائض وذمہ داریوں کا جائزہ لینے کے لئے ضرور اس دن اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔

سال گذشتہ یعنی ۲۰۱۲ء ساری دنیا میں عذاب الٰہی اور مصیبتوں کی وجہ سے یاد کیا جائے گا۔ اس سال ساری دنیا میں بڑے چھوٹے مختلف طوفان زلازل بکثرت آئے۔ ان طوفانوں نے دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کو گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ امریکہ میں آئے سیلاب، طوفان کا قہر اور اس کے نقصانات سے ہم سب بخوبی آگاہ ہیں۔ دنیا کے سُپر پاور کہلانے والے ملک امریکہ کے صدر صاحب کو اپنا ووٹ کا ایجنڈا ترک کر کے طوفان سے بچنے کی تدابیر کرنی پڑیں۔ گذشتہ سال ہی چین میں آئے طوفان نے بھی جنوبی چین میں شدید تباہی مچائی اور چین کو اربوں ڈالر کا معاشی نقصان برداشت کرنا پڑا۔ یہ تمام ناقابل فراموش یادیں ہیں جو انسانی تاریخ میں رقم ہو چکی ہیں۔ دنیاوی نکتہ نظر سے اہل دنیا اس کی مختلف توجیہیں پیش کرتے ہیں اور اور کرتے رہیں گی لیکن ایک عارف باللہ مامور زمانہ، امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں بھی آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات میں آئیں گے اور بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند چرند بھی باہر نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر اس قدر سخت تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی۔‘‘

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶۔۲۵۷)

اسی طرح فرمایا:۔

’’اے یورپ! تو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کرے گا۔ میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں۔ وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چپ رہا۔ مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں۔ میں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں..............‘‘ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶۔۲۵۷)

نیا سال ہمیں اس طرف توجہ دلاتا ہے کہ ہم امام الزمان سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بتائی ہوئی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اپنا تعلق خدائے واحد و یگانہ کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جائیں اپنی گزشتہ کمیوں وسستیوں کا ازالہ کرتے ہوئے نئے ولولے، اور حوصلہ کے ساتھ اپنے نصب العین کی طرف گامزن ہو جائیں۔ تقویٰ میں ترقی، اپنی اصلاح کریں اپنا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم کرنا ہی ہمارا مطمح نظر ہے اور یہی ایک مومن کا سارے سال کا نصب العین ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ دسمبر ۲۰۱۰ میں سال گزشتہ کی وداعی اور سال رواں کے استقبال کے حوالہ سے نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حقیقی مومن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حقیقی مومن وہی ہے جو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اعمال بجالانے کی کوشش کرے۔ اس دعا کے ساتھ اپنے ہر دن اور ہر سال میں داخل ہو کہ اللہ تعالیٰ اُسے ہمیشہ تقویٰ پہ قائم رکھے اور دین ودنیا کی حسنات سے نوازتا رہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۲۰۱۰)

’’پس آج بھی یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زندگیاں اس طرح گزارنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے والوں کا حقدار بنانے والی ہو۔ ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل جو ہے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ اور آج رات اس سال کو الوداع کرنے کے لئے اور نئے سال کے استقبال کے لئے یہ دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے خاص یہ توفیق چاہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی کمزوریوں کی وجہ سے گزرنے والے سال میں جو ہم نیک اعمال نہیں بجالا سکے، نئے سال میں ہم ان کو بجالانے والے ہوں۔ ایمان کے بیج کو اعمالِ صالحہ کی بروقت آبپاشی کے ذریعے پروان چڑھانے والے ہوں۔ ہمارا اٹھنا ہمارا بیٹھنا خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔‘‘ (مطبوعہ: ۱۱ مارچ ۲۰۱۰ اخبار بدر)

قارئین ہمارے دائرہ اختیار میں زندگی کے وہی چند مختصر لمحات ہوتے ہیں جنہیں ہم زمانہ حال کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ گویا ہمارے حال کا ایک ایک لمحہ ہمیں دعوت فکر دے رہا ہوتا ہے کہ اگر تم نے مجھ سے کما حقہ فائدہ نہ اُٹھانے کی کوشش کی اور مجھے غنیمت نہ جانا تو تمہارے پاس ماضی کی حسرتوں کے سوا کچھ باقی نہ رہے گا۔ اور تم اپنے ماضی پر فخر نہیں کر سکتے بلکہ افسوس کے ہاتھ ملتے نظر آؤ گے اور باوجود لاکھ کوشش اور جتن کے جو وقت تمہارے ہاتھ سے نکل گیا وہ دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے آئیے ہم اپنے وقت کی قدر و قیمت کا احساس کریں کیونکہ اس سے فائدہ اٹھانا ہمارے دائرہ اختیار میں اور قدرت میں ہے۔

لوگ نئے سال کی آمد پر ایک دوسرے کو مبارک باد دیکر سمجھتے ہیں کہ ہم نے اپنی ذمہ داری پوری کر لی اور غافل ہو جاتے ہیں لیکن ایک حقیقی مومن کیلئے نیا سال اس وقت مبارک ہوتا ہے جب وہ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑتا ہے اور اپنے گزشتہ گناہوں کی توبہ کرتا ہے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’ہم ہر سال کی مبارکباد ایک دوسرے کو دیتے ہیں لیکن ایک مومن کے لئے سال اور دن اس صورت میں مبارک ہوتے ہیں جب وہ اس کی توبہ کی قبولیت کا باعث بن رہے ہوں اور اس کی روحانی ترقی کا باعث بن رہے ہوں، اس کی مغفرت کا باعث بن رہے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بھی ایک جگہ فرمایا ہے کہ اصل عید اور خوشی کا دن اور مبارک دن وہ ہوتا ہے جو انسان کی توبہ کا دن ہوتا ہے۔ اس کی مغفرت اور بخشش کا دن ہوتا ہے۔ جو انسان کو روحانی منازل کی طرف نشاندہی کروانے کا دن ہوتا ہے۔ جو دن ایک انسان کو روحانی ترقی کے راستوں کی طرف راہنمائی کرنے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو بروئے کار لانے کی طرف توجہ دلانے والا دن ہوتا ہے۔ جو دن اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے عملی کوششوں کا دن ہوتا ہے۔ پس ہمارے سال اور دن اُس صورت میں ہمارے لئے مبارک بنیں گے جب ان مقاصد کے حصول کے لئے ہم خالص ہو کر، اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتے ہوئے، اس کے آگے جھکیں گے۔ اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۲۰۱۰)

اسی طرح فرمایا:

’’ اپنی زندگی کے سال کے پہلے دن کو ہی نہیں بلکہ زندگی کے ہر دن کو بابرکت بنانے کے لئے دعاؤں اور اعمال صالحہ کی ضرورت ہے جس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جنوری ۲۰۱۰)

اللہ تعالیٰ اس نئے سال کو تمام عالم اسلام کیلئے سکون وآرام کا سال بناتے ہوئے عالم اسلام کو اپنے موجودہ امام سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے ہر احمدی کیلئے اور جماعت کیلئے سال رواں بہت بہت مبارک فرمائے۔ آمین۔

(شیخ مجاہد احمد شاستری)

خطبہ جمعہ

صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد جو جماعت سے دُور ہٹ جاتے ہیں، وہ بعض افرادِ جماعت یا عہدیداروں وغیرہ کے رویہ کی وجہ سے دُور ہٹتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلط تھے۔ پس ایسے لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر زُود رنجی دکھانے کی بجائے اپنے لئے بھی خدا تعالیٰ سے ہدایت پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جو لوگ وجہ بن رہے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔

اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں سے سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض صحابہ کی روایات کا ایمان افروز تذکرہ

جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جا رہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں۔ بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔

کسی بدفطرت فتنہ پرداز کی طرف سے فیس بک پر حضرت باوا نانک صاحبؒ کی تصویر پر غلیظ فقرات لکھ کر اشتعال انگیزی کی نہایت مکروہ اور مذموم حرکت جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے ہمارے نزدیک حضرت باوا نانکؒ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اُنہیں بڑی عزت واحترام سے دیکھتے ہیں۔

مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب، مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ اور مکرمہ ناصرہ بنت ظریف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید کی وفات، مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 12/اکتوبر 2012ء بمطابق 12/اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 2/نومبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

جب مَیں صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعات اور روایات بیان کرتا ہوں تو جس صحابی کا واقعہ بیان ہوتا ہے، اُن کی اولادیں اور اُن کی نسلیں اپنے خطوط میں اس پر خوشی کا اظہار کرتی ہیں اور دعا کے لئے بھی کہتی ہیں کہ دعا کریں کہ ہم اور ہماری آئندہ نسلیں اس اعزاز کی حفاظت کرنے والے ہوں جو ہمیں ہمارے دادا، پڑدادا یا پڑنانا، دادی پڑدادی وغیرہ کو زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کے دستِ مبارک پر بیعت کرنے سے ملا، یا اُنہوں نے وہ زمانہ پایا اور براہِ راست امامِ وقت سے فیض پایا۔ لیکن ایک واقعہ پر میری حیرت کی انتہا ہوئی، جب میں نے سنا کہ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنے بزرگوں پر یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ انہوں نے غلط کیا کہ اپنے ماں باپ کو چھوڑ کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ گئے۔ اُن کے دلوں میں یہ غلط خیالات اُن بزرگوں کے صحیح حالات اور واقعات نہ جاننے کی وجہ سے پیدا ہوئے۔ اب جبکہ میں نے اُن بزرگوں کے واقعات بیان کرنا شروع کئے ہیں تو ایسے ہی غلط فہمی میں مبتلا ایک خاندان یا شخص نے مجھ سے رابطہ کر کے کہا کہ فلاں بزرگ کی روایات بیان کر کے آپ نے اُن کے بارے میں جو اُلجھن پیدا کرنے والے بعض سوالات مجھے اُٹھتے تھے اُن کو ختم کر دیا ہے۔ تو یہ واقعات بیان کرنا بعض خاندانوں کے افراد کی غلط فہمیاں جو اُن کو اپنے بزرگوں کے بارے میں پیدا ہو جاتی ہیں، اُنہیں دور کرنے کا بھی باعث بنتا ہے اور اُن کی نسلوں کو جماعت کے قریب لانے کا بھی باعث بنتا ہے۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے واقعات بیان کرنے کا ایک سلسلہ شروع کیا تھا جو کچھ حد تک بیان کئے تھے پھر بیچ میں رہ گئے تھے۔ اس لئے مَیں بھی کہتا رہا ہوں اور مجھ سے پہلے خلفاء بھی خاص طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ بھی کہتے رہے ہیں کہ اگلی نسلوں کو اپنے بزرگوں کے واقعات اور حالات اور تاریخ کی جُگالی کرتے رہنا چاہئے تاکہ اگلی نسلوں کا بھی جماعت سے مضبوط تعلق پیدا ہو اور اُن کی تربیت بھی ہو۔

یہاں یہ بھی بتا دوں کہ صحابہ کے خاندانوں کے بعض افراد جو جماعت سے دور ہٹ جاتے ہیں، وہ بعض افرادِ جماعت یا عہدیداروں وغیرہ کے رویہ کی وجہ سے دور ہٹتے ہیں اور پھر نوبت یہاں تک آ جاتی ہے کہ یہ کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمارے بزرگ غلط تھے۔ پس ایسے لوگوں کو ذرا ذرا سی بات پر زُود رنجی دکھانے کی بجائے اپنے لئے بھی خدا تعالیٰ سے ہدایت پر قائم رہنے کی دعا مانگنی چاہئے اور جو لوگ وجہ بن رہے ہیں اُن کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہمارے بزرگوں نے بڑی تحقیق کر کے احمدیت قبول کی تھی، یا اللہ تعالیٰ سے براہِ راست رہنمائی حاصل کر کے احمدیت کو قبول کیا تھا۔ موجودہ نسلیں تو غلط ہو سکتی ہیں کیونکہ اُن کا خدا تعالیٰ سے وہ تعلق نہیں ہے جو پہلوں کا تھا، جو اُن بزرگوں کا تھا، لیکن وہ بزرگ غلط نہیں ہو سکتے۔ ہمیشہ یاد رکھیں۔ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ خالی الذہن ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سیدھے راستے پر چلائے اور کبھی کوئی ایسا موقع پیدا نہ ہو جو اُنہیں یا ہم میں سے کسی کو بھی دین سے دُور لے جانے والا ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا سے دور لے جانے والا ہو۔ ایسے لوگ اگر خود یہ جائزے لیں تو اُنہیں پتہ چلے گا کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن کو اُن کی اَنانیت یا ناسمجھی نے دین کے مقابل پر کھڑا کر کے دین سے دور کر دیا ہے۔

پس صحابہ کی اولاد میں سے ایسے جو کسی بھی وجہ سے دین سے دور ہو گئے ہیں یا جماعتی نظام سے دور ہو گئے ہیں، جن کے ذاتی تصورات یا خیالات اُن پر حاوی ہو گئے ہیں، اَنانیت اُن پر حاوی ہو گئی ہے، اُنہیں چاہئے کہ اپنے لئے ہمیشہ راہِ راست پر چلنے کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بزرگوں کے احسانوں کو یاد کریں جس میں

سے سب سے بڑا احسان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مان کر ہمارے خون میں اس فیض کو جاری کرنا ہے۔ اللہ کرے کہ صحابہ کی اولادیں ہمیشہ دین پر قائم رہنے والی ہوں اور اُن کے لئے دعا کرنے والی ہوں، نہ یہ کہ کسی بھی قسم کا اعتراض اُن کے دل میں پیدا ہو۔

آج پھر مَیں اس چھوٹی سی تمہید کے بعد صحابہ کے واقعات بیان کروں گا۔

پہلا واقعہ اور روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ ولد نور محمد صاحب کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ: ایک رات بعد نماز عشاء میں نے مولوی صاحب (مولوی سلطان حامد صاحب) کی خدمت میں عرض کی کہ مولوی صاحب! یہ جو حضرت مرزا صاحب نے مہدویت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حقیقت میں یہ مدعی صادق ہو۔ درآنحالیکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہمارے وطن ہی میں مبعوث فرمایا ہے۔ اگر ہم اُن کی شناخت سے محروم رہ جائیں تو کیا ہم اتنی سی تکلیف بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ وہاں جا کر اُن کی زیارت تو کریں (کہ باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ہمارے وطن میں مبعوث فرمایا ہے لیکن پھر بھی ہم شناخت سے محروم رہ جائیں اور کوئی تکلیف نہ کریں کہ اُن کی زیارت کریں۔ تو) مولوی صاحب چونکہ سلیم القلب اور حلیم الطبع تھے۔ (انہوں نے) سن کر جواباً فرمایا کہ ضرور جانا چاہئے۔ میں نے اُن سے واثق عہد لے لیا، (مضبوط عہد لے لیا)۔ مولوی صاحب چلے گئے اور میں سو رہا۔ (وہ تو اس کے بعد، عہد کرنے کے بعد میری بات سن کے چلے گئے لیکن مَیں سو گیا۔ مولوی صاحب اُس مجلس سے اُٹھ کے چلے گئے اور اُس کے بعد کہتے ہیں میں سو گیا۔ کہتے ہیں اُس وقت) میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بڑا خوشنما مکان ہے، اس کے غالباً چار دروازے ہیں اور اس کا رُخ جنوب کی طرف ہے اور اُس کی شرقی طرف ایک میدان ہے جس میں ایک بڑا مجمع معززین کا جو سفید پوش اور فلکی صفات معلوم ہوتے ہیں، حلقہ باندھ کر بیٹھے ہیں، اُن کی تعداد تقریباً ایک صد سے تجاوز ہوگی۔ اُن کے درمیان مَیں بیٹھا ہوں۔ دفعتہ اس مکان کے شرقی دروازے سے ایک نورانی شکل سفید رِیش اور سفید دستار بُشروں کی چمک ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے، باہر نکلے اور اس جماعت کی طرف رُخ کیا ہے۔ تو اُس جماعت کے درمیان میں مَیں کھڑا ہوا ہوں۔ تو اُس نورانی وجود نے میری طرف انگشت شہادت کا اشارہ کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے سارے گناہ بخش دیئے ہیں۔ معاً میرے دل میں ڈالا گیا کہ آپ یعنی وہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہتے ہیں اس پر میری زبان پر درود شریف جاری ہو گیا اور میں بیدار ہو گیا اور میرے دل میں اس قدر سرور پیدا ہوا کہ پھر مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے اُٹھ کر نماز تہجد پڑھ لی اور دل میں یہ کہا کہ کس وقت صبح ہو اور مَیں مولوی صاحب کو یہ خواب سناؤں۔ صبح کو جب مولوی صاحب تشریف لائے تو فراغتِ نماز کے بعد میں نے اُن کو یہ خواب سنایا تو انہوں نے سن کر فرمایا کہ تُو بڑا خوش قسمت ہے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 230-229 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ تبلیغ کے سلسلے میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا بہت مفید ہوتا ہے کہ نمازِ عشاء کے بعد سونے سے پہلے تازہ وضو کر کے دو نفل پڑھے جاویں اور اُن میں دعا کی جاوے کہ اے ہمارے مولیٰ! اگر یہ سلسلہ سچا ہے تو ہم پر حقیقت ظاہر کر۔ کہتے ہیں کہ مَیں مشرقی افریقہ سن 1900ء میں ملازمت پر جاتے ہوئے اپنے ایک پرانے دوست مسمّی نیک محمد صاحب ساکن سرائے عالمگیر ضلع گجرات کو اپنے ملازم کی حیثیت سے ساتھ لے گیا تھا۔ اُن کو تبلیغ کرتے ہوئے میں نے یہ نسخہ بتایا جو اوپر بیان ہوا ہے۔ تو انہوں نے یہ عمل کیا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کو خواب میں حسبِ ذیل نظارہ دکھایا کہ ’’وہ اپنے مکان واقع سرائے عالمگیر میں ہیں اور اُن کا والد مرحوم بھی ہے اور جس کوٹھڑی میں وہ ہیں وہ حد درجہ روشن ہو گئی ہے اور یہ نظر آ رہا ہے کہ آسمان سے نور کی ایک لہر چل رہی ہے جس نے کوٹھڑی میں نور ہی نور کر دیا ہے۔ اور معاً ایک بزرگ نہایت خوبصورت، پاکیزہ شکل ظاہر ہوتے ہیں اور بھائی نیک محمد صاحب کے والد بزرگوار اپنے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ امام مہدی ہیں۔ اور دونوں باپ بیٹا حضور سے ملے ہیں‘‘۔ ایسے خوشکُن نظارے کے بعد اُن کی نیند کھلی اور دن چڑھے انہوں نے مجھے یہ حال بتایا اور اُن کی بیعت کے واسطے خط لکھنے کے واسطے کہا۔ چنانچہ مَیں نے اُن کی بیعت کا خط لکھا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُن کا سارا خاندان احمدی ہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 4 صفحہ 168-167 روایت حضرت شیخ اصغر علی صاحبؓ)

حضرت ماسٹر مولا بخش صاحبؓ ولد عمر بخش صاحب فرماتے ہیں کہ: مَیں مدرسہ سنگھوئی ریاست پٹیالہ میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ ماہ بھادوں (جو برسات کے بعد اگست کا مہینہ ہوتا ہے) کہتے ہیں اُس وقت موسمی تعطیلات ہوئیں۔ مجھے حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا۔ میرا بچہ عبدالغفار مرحوم دو سال کا تھا۔ اُس کے بدن پر پھوڑے نکلے ہوئے تھے جو اچھے نہ ہوتے تھے۔ میں اُس کی پرواہ نہ کر کے وہاں سے چل پڑا اور سرہند کے مولوی محمد تقی صاحب کو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کی۔ جب میں تقریباً ایک ماہ یہاں گزار کر گھر پہنچا تو مَیں نے لڑکے کو بالکل تندرست دیکھا۔ میری بیوی نے کہا کہ میں نے اس کو نہلانا چھوڑ دیا تھا، پھوڑے اچھے ہو گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 146 روایت حضرت مولا بخش صاحبؓ)

حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ فرماتے ہیں: مَیں نے 1898ء کے قریب ایک رؤیا دیکھی تھی کہ مَیں ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر رُو بہ مشرق کھڑا ہوں۔ میرے دونوں ہاتھ پوری وسعت کے ساتھ شانوں کے برابر پھیلے ہوئے ہیں اور میری دائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر سورج کا زرّیں کُرّہ بلور کی طرح چمکدار موجود ہے اور چاند کا کُرّہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر تین فٹ کی بلندی پر آ پہنچا ہے۔ مشرق سے ایک دریا پہاڑ سے جانب جنوب ہو کر گزرتا ہے اور دریا اور پہاڑ کے درمیان میں وسیع میدان اور سبزہ زار ہے۔ بعد میں یہ تعبیر کھلی کہ پہاڑ سے مراد عظمت اور رفعت ہے۔ سورج سے مراد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور چاند سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بدرِ کامل ہیں۔ اور دریا سے مراد علومِ آسمانی ہیں جو مشرق کی طرف سے مغرب کو فیضیاب کر دیں گے اور چاند کا تین فٹ دور ہاتھ سے بلند ہونا ظاہر کرتا تھا کہ تین سال کے بعد احمدیت نصیب ہوگی‘‘۔ 1898ء میں خواب دیکھی تھی چنانچہ 1901ء میں اُن کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 202-200 روایت حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ سابق انسپکٹر پولیس پٹیالہ فرماتے ہیں کہ سن 1900ء میں گرمی کا مہینہ تھا کہ ایک خادم مع ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے قادیان بارادہ بیعت گیا۔ مغرب کے قریب قادیان پہنچا۔ قادیان کے کچے مہمان خانے میں بستر رکھ کر مسجد مبارک میں گیا۔ حضرت مرزا صاحب نماز مغرب کے لئے اندرونِ خانہ سے تشریف لائے۔ چونکہ کچھ اندھیرا ہو گیا تھا، بہت فربہ معلوم ہوئے۔ کیونکہ خادم شہری آب و ہوا میں پرورش پایا ہے شیطان نے دل میں ڈالا۔ موٹا کیوں نہ ہو۔ (نعوذ باللہ)۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں ان کو خیالات آئے کیونکہ اندھیرے کی وجہ سے صحیح طرح نظر نہیں آیا۔ شیطان نے دل میں ڈالا کہ موٹے کیوں نہ ہوں۔ لوگوں کا ماس خوب کھاتے ہیں۔ پھر اندر سے بہت سی عورتوں کے بولنے کی آوازیں آئیں۔ پھر دل میں وسوسہ پیدا ہوا، شیطان نے ڈالا کہ اس کی نیک چلنی کا کیا پتہ ہے۔ نفس کے ساتھ سخت جدوجہد ہوئی کہ تمام بدن پسینہ پسینہ ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں نفس نئے سے نئے پلید خیالات لاتا تھا۔ میں نماز میں دعا کرتا رہا کہ اے خدا! اگر یہ شخص سچا ہے تو میں اس کے دروازہ سے نامراد اور ناکام واپس نہ جاؤں۔ مگر دل کی کوئی اصلاح نہ ہوئی۔ نماز کے بعد مہمان خانے میں واپس آ گیا اور فیصلہ کیا کہ ایسے حالات میں بیعت کرنا درست نہیں ہے۔ یہ یاد نہیں کہ عشاء کی نماز پڑھی یا نہیں اور پڑھی تو کہاں پڑھی۔ مغموم حالت میں سو گیا۔ رات کے دو یا تین بجے کا وقت ہوگا کہ ایک شخص نے مجھ کو گلے سے پکڑ کر چارپائی سے کھڑا کر دیا۔ یعنی خواب میں یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں۔ اور اس زور سے میرا گلا دبایا کہ جان نکلنے کے قریب ہو گئی اور کہا تُو نہیں جانتا کہ مرزا کون شخص ہے؟ یہ وہ شخص ہے جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور اپنے دعوے میں بالکل صادق ہے۔ خبردار اگر کچھ اور خیال کیا اور مجھ کو چارپائی پر دے مارا۔ اور کہتے ہیں کہ ایسی دہشت والی خواب تھی کہ خوفزدہ ہو کے میری آنکھ کھل گئی۔ اُس وقت میری آنکھوں میں آنسو تھے اور گلا سخت درد کر رہا تھا جیسے فی الواقعہ کسی نے دبایا ہو۔ حالانکہ یہ سب خوابی کیفیت تھی۔ دل سے دریافت کیا کہ اب بھی مرزا صاحب کی صداقت میں کوئی شبہ ہے۔ دل نے کہا بالکل نہیں۔ صبح کو مرزا صاحب کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو کوئی فرشتہ آسمان سے اُترا ہے اور معمولی بدن کا انسان ہے اور اس کی ہر حرکت پر جان قربان کرنے کو طبیعت چاہتی تھی۔ جب حضور علیہ السلام سامنے آ جاتے تھے، بے اختیار رونا آ جاتا تھا اور گویا حضور معشوق تھے اور یہ ناچیز عاشق۔ بڑی خوشی سے بیعت کی اور خدا نے شیطان کے پنجے سے چھڑا کر مسیح کے دروازے پر زبردستی لا ڈالا۔ ورنہ میرے بگڑنے میں کیا کسر باقی رہی تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 220-219 روایت حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ)

حضرت قائم الدین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں اپنے گاؤں کی مسجد سے نماز پڑھ کر اُٹھا ہوں تو لوگ کہہ رہے ہیں کہ ارے بھائی! ایک ایسی آفت آئی ہے کہ وہ تمام دنیا کو چَٹ کر جائے گی۔ میں بھی سن کر محسوس کر رہا ہوں کہ یہ تمام ہم لوگوں کو کھا جائے گی۔ سیاہ رنگ کی لکڑی سی ہے جو کہ تمام کھیتوں میں نظر آ رہی ہے۔ میں لوگوں کو کہتا ہوں کہ بھائی یہ تو ہم کو ضرور کھا جائے گی۔ کچھ خدا کو تو یاد کر لو۔ اُسی وقت (اُن آفتوں میں سے) ایک دو نے میرے دائیں ہاتھ کی انگلی پکڑ لی تو مجھے فکر ہوا کہ مجھے یہ نہیں چھوڑے گی۔ تو میں نے اس کیڑے سے پوچھا کہ کیا تم خدا کی طرف سے آئے ہو؟ اُس کیڑے نے انگلی پکڑ لی۔ اُس نے کہا: ہاں۔ میں نے کہا کیا مرزا صاحب سچے ہیں یا نہیں؟ اُس نے کہا وہ سچے ہیں۔ اگر تُو مرزا صاحب کو نہیں مانے گا تو ہم تمہیں ضرور کھائیں گے کیونکہ وہ صادق ہیں۔ بار بار تین دفعہ آواز آئی کہ مرزا صاحب سچے ہیں۔ پھر آنکھ کھل گئی۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ صبح اُٹھ کر میں نے اپنی اماں سے پوچھا کہ جمعہ کب ہے؟ انہوں نے کہا: پرسوں۔ چنانچہ جمعہ کے دن جا کر حضرت صاحب کی مَیں نے بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 367 خواب حضرت قائم الدین صاحبؓ بروایت سردار خان گجراتی صاحب)

حضرت اللہ رکھا صاحبؓ ولد میاں امیر بخش صاحبؓ، یہ دونوں صحابی تھے، فرماتے ہیں کہ: مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا۔ تصدیق خواب کے لئے مَیں مع مولوی احمد دین صاحب مرحوم ساکن نارووال قادیان آئے۔ گرمی کے دن تھے۔ مہینہ یاد نہیں۔ مسجد مبارک میں نماز صبح کے بعد حضرت

مسیح موعودؑ تشریف فرما ہوئے۔ مولوی احمد دین مرحوم ساکن نارووال نے اپنی ایک سہ حرفی جس میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ مبارک کے متعلق اور اُس زمانے کے لوگوں کی شرارتوں کے متعلق ذکر تھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور پڑھی جس میں مولوی صاحب مذکور نے ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر غارِ ثور میں لے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُٹھا کر نہیں لے گئے تھے، بلکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق کے ساتھ چل کر غار میں داخل ہوئے تھے۔ بعد اس کے حضرت صاحب نے اُن کی کاپی چھپوانے کی اجازت دی اور اندر تشریف لے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 151 روایت حضرت اللہ رکھا صاحبؓ)

حضرت محمد فاضل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ بیعت کے لئے میرے اندر بڑی تڑپ تھی اور اُدھر روحانیت حضرت اقدس علیہ السلام نے اس قدر دل میں تغیر پیدا کیا جس کا بیان اظہار سے بالا تر ہے۔ حضرت مخدوم الملّت کی خدمت میں مَیں نے عرض کی کہ میری بیعت کے لئے عرض کریں۔ (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو کہا)۔ چنانچہ ہر شام کی نماز میں حضرت مخدوم الملّت میری بیعت کے لئے عرض کرتے (یعنی حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کو وہ کہتے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں عرض کریں) اور حضور علیہ السلام فرماتے کہ کل۔ اس پر میرے شوق کی آگ بمصداق وعدہ، (فارسی کا شعر پڑھتے ہیں کہ)

وصل چوں شود نزدیک　　　　آتشِ شوق تیز تر گردد

(یعنی جب محبوب سے ملنے کا وقت نزدیک آ جائے تو آتش شوق جو ہے وہ بھڑکتی جاتی ہے۔) کہتے ہیں آخر ہفتے کے بعد میری طبیعت نے یہ فیصلہ کیا کہ بیعت تو خواب میں بھی کر چکا ہوں۔ وہاں سے بغیر رخصت کے روانہ ہو گیا۔ (جب کچھ دن بیعت نہیں ہوئی تو میں نے کہا، بیعت تو میں خواب میں کر چکا ہوں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھے بغیر میں واپس اپنے گھر، اپنے شہر آ گیا۔ کہتے ہیں جب یہاں گھر پہنچا تو پھر بیقراری اور اضطراب بڑھ گیا۔ پھر ایک ماہ کے بعد قادیان شریف روانہ ہو پڑا۔ جب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے مطب میں داخل ہوا تو آپ نے میری طرف مسکرا کر دیکھا اور مسکراتے ہوئے فرمایا کہ جو امام وقت کی بغیر اجازت کے جاتا ہے اُس کے ساتھ یہی سلوک ہوتا ہے۔ غرض میں نے اُس وقت سمجھا کہ بغیر اجازت امام الوقت جانا مناسب نہیں۔ پھر حضرت صاحب کو ملا۔ پھر میں نے بیعت کے لئے اصرار نہ کیا۔ دل میں برودت اور تسکین پیدا ہوتی گئی۔ آخر بائیس روز کے بعد شام کی نماز کے بعد جمعرات تھی، حضور نے خود فرمایا کہ محمد فاضل بیعت کر لو۔ میں نے بیعت کی اور یہ 1899ء کا آخر یا سن 1900ء کا ابتدا تھا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 7 صفحہ 234-233 روایت حضرت محمد فاضل صاحبؓ)

حضرت میاں غلام احمد صاحبؓ بافندہ بیان کرتے ہیں کہ ''مَیں پہلے حنفی تھا، پھر وہابی ہوا مگر اطمینان نصیب نہ ہوا۔ دل میں خواہش رہتی تھی کہ خدا تعالیٰ حضرت امام مہدی کو مبعوث فرمائے تو اُس کی فوج میں شامل ہو جاؤں۔ ایک دفعہ خواب میں مجھے حضرت اقدس کی شبیہ مبارک دکھلائی گئی۔ مَیں قادیان گیا تو ہُو بہو وہی نقشہ دیکھا اور بیعت کر لی''۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 103 روایت حضرت میاں غلام محمد صاحبؓ بافندہ)

حضرت حکیم عبدالرحمن صاحبؓ بیان کرتے ہیں، (اپنے والد صاحب کے بارے میں بیان کیا) کہ اُن کے بیعت کرنے کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ یہاں ایک مولوی علاؤالدین صاحب رہا کرتے تھے۔ اُن کی یہاں قریب ہی ایک مسجد بھی ہے۔ میرے والد صاحب اُن کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن عشاء کے وقت وضو کرتے کرتے میرے والد صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ مولوی صاحب، آجکل آسمان سے تارے بہت ٹوٹتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ مولوی صاحب نے کہا کہ امام مہدی آنے والا ہے۔ آسمان پر اُس کی آمد کی خوشیاں منائی جا رہی ہیں۔ والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ چند دن کے بعد میں نے حضرت اقدس کا ذکر سنا اور قادیان جا کر بیعت کر لی۔ واپس آ کر مولوی صاحب کو بھی کہا کہ میں نے تو بیعت کر لی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد آہستہ سے بولے کہ میاں بات تو سچی ہے مگر ہم دنیادار جو ہوئے۔ (یعنی مولوی بھی ہیں، دنیادار بھی)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 122-121 روایت حضرت حکیم عبدالرحمن صاحبؓ)

منجانب: ڈیکو بلڈرز حیدرآباد۔ آندھرا پردیش

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

تیلگو اور اُردو لٹریچر فری دستیاب ہے

فون نمبر: 0924618281,04027172202

09849128919, 08019590070

حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جس روز عبدالحق غزنوی کے ساتھ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مباہلہ امرتسر میں ہوا میرے والد صاحب اس مباہلہ میں موجود تھے۔ وہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ جس وقت حضرت صاحب نے دعا مانگی۔ حضرت مولانا نورالدین صاحب کو غشی آ گئی اور وہ برداشت نہ کر سکے۔ (یعنی انہوں نے بھی بہت رِقت سے اور شدت سے دعا کی تو اُس کی وجہ سے حالت خراب ہو گئی) والد صاحب کہتے ہیں کہ حضرت صاحب کو دیکھ کر میرے دل نے گواہی دی کہ یہ زمینی شخص نہیں بلکہ آسمانی ہے۔ چنانچہ وہ جب یہاں چونڈہ میں آئے تو انہوں نے آ کر اپنے قبیلے میں اس سلسلے کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ تو کوئی عجیب ہی سلسلہ ہے۔ فرشتے لوگ ہیں۔ چنانچہ مَیں، میرے والد، میرے تایا بلکہ سارے خاندان نے ہی بیعت کر لی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 183 روایت حضرت میاں رحیم بخش صاحبؓ)

حضرت چوہدری رحمت خان صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میری بیعت کا واقعہ اس طرح ہے کہ خواب میں مَیں گھر سے نکلا تو باہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بمع چوہدری مولا بخش بھٹی، چوہدری غلام حسین، مولوی رحیم بخش، مولوی شمس الدین، مولوی الف دین، مولوی عنایت اللہ، رحمت خان جٹ وغیرہ کے ساتھ کھڑے تھے اور اُس وقت بازار سے آئے تھے۔ چوہدری مولا بخش صاحب نے مجھ سے کہا کہ اب بیعت کر لو۔ اس سے اچھا وقت اور کونسا ہوگا۔ حضرت صاحب خود یہاں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ مَیں ساتھ ہو گیا۔ یہ ساری پارٹی پہلے چوہدری مولا بخش کے کنوئیں پر گئی پھر ہمارے کنوئیں پر۔ وہاں حضرت صاحب نے نماز پڑھائی۔ نماز پڑھنے کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ (خواب میں یہ نظارہ دیکھ رہے ہیں)۔ حضور کی شبیہ مبارک میرے دل میں اس طرح گڑ چکی تھی کہ کبھی بھول ہی نہیں سکتی تھی۔ صبح اُٹھ کر میں گھر آیا۔ کرایہ لے کر قادیان کا رُخ کیا اور بیعت کی اور تین دن وہاں ٹھہرا رہا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 206 روایت حضرت چودھری رحمت خان صاحبؓ)

واقعات دیکھیں تو بعضوں کو بلکہ بہت سوں کو ہم نے دیکھا ہے، اس طرح لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خوابوں کے ذریعے پکڑ کے بیعت کروائی ہے۔

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے براہینِ احمدیہ 1892ء، 93ء میں پڑھی۔ میری طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔ پھر میں حضرت صاحب کی تحریرات اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی تحریرات بالمقابل دیکھتا رہا۔ مولوی محمد حسین کے دلائل سے میں یہی سمجھتا رہا کہ یہ کمزور ہیں۔ ان کا میری طبیعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ حضرت صاحب کے دلائل مضبوط بھی معلوم ہوتے تھے اور روحانیت بھی ظاہر ہوتی تھی۔ دن بدن محبت بڑھتی گئی اور میری طبیعت پر گہرا اثر ہوتا گیا۔ تحقیقات جاری رکھیں۔ خوابوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 1897ء میں مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے سامنے ہیں۔ میرا منہ مشرق کی طرف ہے۔ حضرت اقدس کا چہرہ مبارک میری طرف ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ حضرت صاحب کے دائیں طرف ہیں۔ اُس وقت میرے خیال میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی عمر آٹھ نو سال تھی۔ حضرت اقدس نے خلیفہ ثانی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ وہ احمد جو آگے تھا وہ پیغمبر تھا (یعنی جو احمد پہلے تھا وہ پیغمبر تھا) اور متبع پیغمبر نہ تھا۔ (یعنی کسی کی اتباع میں نہیں آیا تھا) اور وہ احمد جو اَب ہے (اس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے خلیفہ ثانی سے پوچھا کہ وہ احمد جو اَب ہے اُس سے مراد کون ہے؟ تو انہوں نے اشارہ کے ساتھ ہی سمجھایا کہ اس سے مراد آپ ہیں۔) متبع پیغمبر ہے۔ (یعنی یہ احمد جو ہے وہ پہلے احمد کی اتباع میں آیا ہے۔) اس کے بعد میں نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ کچھ عرصہ بعد میں قادیان گیا اور دستی بیعت کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 10 صفحہ 219-218 روایت حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت نظام الدین صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جناب سرورِ کائنات کی اکثر دور دراز کے علاقوں سے آیا کرتی تھی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حدیث کے مطابق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ناں کہ میرے مسیح کو جا کے سلام کہو تو یہ السلام علیکم کا پیغام اکثر دور دراز کے علاقوں کی طرف سے آیا کرتا تھا)۔ مگر کہتے ہیں مجھے یہی خیال رہا کرتا تھا، (فارسی میں انہوں نے مصرع پڑھا ہے) کہ

پِیراں نمِے پَرَنْد مُریداں مِے پَرانَنْد

(کہ پیر نہیں اُڑتے مگر جو مرید ہیں وہ اُنہیں اُڑا رہے ہوتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کی کوئی خوبی نہیں بلکہ یہ لوگ اکٹھے ہو رہے ہیں تو اس وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اہمیت بن رہی ہے۔ کہتے ہیں) آخر جب مسجد اقصیٰ میں بہت زاری سے دعا کی، تب اللہ تعالیٰ کے صدقے قربان، اُس نے ایک خزانہ غیب کا اس عاجز پر کھول دیا کہ جس کے لکھنے سے ایک شیٹ کاغذ کی ضرورت ہے۔ تب بیعت کر لی اور امن اور تسکین ہو گئی۔ (کہتے ہیں جب زاری سے دعا کی تب اللہ تعالیٰ نے ایسا سینہ کھولا کہ تسکین ہوئی اور پھر میں نے بیعت کر لی۔ جو شیطانی خیالات تھے اور وساوس تھے وہ دُور ہو گئے)۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 13 صفحہ 413 تا 416 روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ)

حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں 1897ء میں شہر سیالکوٹ کے امریکن مشن

ہائی سکول کی پانچویں جماعت میں تعلیم حاصل کرتا تھا۔ پہلے بورڈنگ ہاؤس میں رہتا تھا۔ پھر اپنے انگریزی کے استاد کی سفارش پر آغا محمد باقر صاحب قزلباش رئیس کے ہاں اُن کے دو برادرانِ خورد کا ٹیوٹر مقرر ہوا اور ایک الگ چوبارہ رہائش کے واسطے دیا گیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کی نسبت سنا ہوا تھا لیکن چونکہ یہ اپنے پرانے رسمی عقائد کے مطابق نہ تھے اس لئے تحقیق کی طرف بھی توجہ نہ دی۔ علاوہ ازیں عوام کچھ ایسے غلط پیرائے میں حضرت اقدس کی تعلیم پیش کرتے تھے کہ دل میں ان کو سننے سے بھی نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ کچھ دنوں بعد شہر میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور کثرت سے لوگ مرنے لگے۔ ایک دن نیچے بازار میں دیکھا تو کئی جنازے اور ارتھیاں گزر رہی تھیں اور اُن کے لواحقین ماتم کرتے جارہے تھے۔ اس عبرتناک نظارے سے مجھے خیال آیا کہ یہ ایک متعدی بیماری ہے۔ ممکن ہے کہ مجھ پر بھی حملہ کردے اور اگر خدانخواستہ موت آجائے تو مجھ جیسا نالائق انسان خداوندتعالیٰ کی بارگاہ میں کونسے نیک اعمال پیش کرے گا۔ پھر اعمال حسنہ تو ایک طرف رہے، چھوٹی سی عمر میں اپنے گاؤں کی مسجد میں پڑا ہوا قرآنِ کریم بسبب تلاوت نہ جاری رکھنے کے بھول چکا ہے۔ (یعنی نیکیاں تو علیحدہ رہیں جو بچپن میں قرآن شریف پڑھا تھا وہ بھی بھول گیا ہے کیونکہ اُس کے بعد کبھی پڑھا نہیں)۔ کہتے ہیں کہ یہ درست ہے کہ میں اپنی کلاس میں اوّل ہوں لیکن عقبیٰ میں یہ تو نہیں پوچھا جائے گا کہ تم نے انگریزی اور حساب وغیرہ میں کتنے نمبر حاصل کئے۔ اس خیال سے اتنی ندامت محسوس ہوئی کہ دل میں مصمّم ارادہ کرلیا کہ قرآنِ شریف کو از سرِ نو کسی نہ کسی سے ضرور صحیح طور پر پڑھوں گا۔ پہلے خود قرآنِ کریم کو کھول کر پڑھا لیکن یقین نہ آیا کہ آیا میں بالکل صحیح پڑھ رہا ہوں (یا غلط ہے)۔ اس کے بعد سوچا کہ کسی مسجد کے مُلّاں سے پڑھوں لیکن ساتھ ہی یہ اندیشہ پیدا ہوا کہ وہ کہے گا کہ تم اتنے بڑے ہوگئے ہو، قرآن شریف بھی پڑھنا نہیں جانتے۔ آخر کار یہ ترکیب سوجھی کہ اگر کہیں کلام اللہ کا درس دیا جاتا ہے تو وہاں جاکر مَیں بھی بیٹھ کر قراءت سنتا رہوں اور صحیح قرأت کے علاوہ ترجمہ بھی سیکھ جاؤں۔ ادھر اُدھر سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سوائے احمدیہ مسجد کے اور کہیں درس نہیں ہوتا۔ میں نے دل میں کہا کہ خیر قرآنِ کریم سن لیا کروں گا اُن کے عقائد اور تعلیم کے بارے میں بالکل توجہ نہیں دوں گا۔ جب میں جانے لگا تو آغا صاحب نے روکا اور کہنے لگے کہ اگر تم وہاں گئے تو ضرور مرزائی ہو جاؤ گے۔ میں نے اُن کو یقین دلایا کہ میں مرزائی بننے نہیں جارہا، صرف قرآنِ شریف سننے جارہا ہوں۔ وہ نہ مانے۔ لیکن اگلے دن موقع پا کر میں مسجد احمدیہ میں پہنچ گیا۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب مرحوم اُن دنوں درس دیا کرتے تھے۔ میں بلاناغہ ہر روز درس میں حاضر ہو جایا کرتا تھا اور حقائق و معارف سنتا رہتا تھا۔ جب کبھی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم قادیان سے آکر درس دیتے تو اُن کے رُعب کی وجہ سے ہمارے غیر احمدی استاد بھی درس میں حاضر ہو جاتے تھے۔ گو مجھے خاص طور پر بھی تبلیغ نہیں کی گئی لیکن قرآنِ کریم کے درس کے دوران میں ہی میرے سب شکوک رفع ہوگئے اور معلوم ہوگیا کہ سلسلہ احمدیہ پر سب الزامات بے بنیاد ہیں۔ ان میں ذرا بھی صداقت نہیں۔ آخر میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ چند دنوں کے بعد منظوری کا جواب آگیا اور میں خوش قسمتی سے احمدیت کی آغوش میں آگیا۔ میں تحدیثِ نعمت کے طور پر عرض کردینا چاہتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے شریف خاندان میں پیدا کیا۔ ڈاکٹری جیسا شریف پیشہ سیکھنے کی توفیق دی۔ میری اکثر دعائیں قبول فرمائیں۔ سب مرادیں پوری کیں۔ رزق دیا، اولاد دی اور سب سے بڑھ کر جو نعمت عطا فرمائی، وہ نبی آخر الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت تھی جس سے احمدی بننے کا فخر حاصل ہوا۔ آغا صاحب کی بات سچی نکلی (جو انہوں نے کہا تھا کہ مرزائی ہو جاؤ گے) کہتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مَیں سیدھے رستے پر پڑ گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ (غیر مطبوعہ) جلد نمبر 1 صفحہ 173 تا 176 روایت حضرت سید ولایت شاہ صاحبؓ)

یہ چند واقعات تھے جو مَیں نے بیان کئے۔

اِس وقت مَیں یہ بات بھی کہنا چاہوں گا کہ جوں جوں جماعت ترقی کی منازل طے کر رہی ہے، حاسدوں کی اور مفسدین کی سرگرمیاں بھی تیز ہوتی چلی جارہی ہیں اور وہ مختلف طریقوں سے جماعت کو نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ بعض دفعہ چھپ کر حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ظاہری حملے کرتے ہیں، بعض دفعہ ہمدرد بن کر وار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو دشمن کے ہر قسم کے شر سے بچنے کے لئے بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ کی دعا۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب ما یقول الرجل اذا خاف قوماً حدیث نمبر 1537)

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

(تذکرہ صفحہ 363 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

اور اس طرح باقی دعائیں بھی۔ ثبات قدم کی دعا رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ۔ (البقرۃ: 251) یہ ساری دعائیں اور درود شریف بھی میں نے کہا تھا، اس کو بہت زیادہ پڑھنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم دشمن کے ہر قسم کے شر سے محفوظ رہیں۔

گزشتہ دنوں اسی طرح کسی فتنہ پرداز نے فیس بک (facebook) پر ایک طرف حضرت باوا نانک صاحبؒ کی تصویر بنا کر ڈالی اور ساتھ ہی دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر نہایت گندی اور غلیظ سوچ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے متعلق انتہائی غلط اور گندے الفاظ استعمال کئے اور تصویر کے اوپر لکھے اور ساتھ اُس پر کاٹا بھی مارا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تعریفی کلمات لکھ کر پھر مقابلہ بھی کیا کہ یہ اصل ہے اور فلاں ہے فلاں ہے۔ اس فعل سے یقیناً اُس کا مقصد اور نیت بدظنی اور فتنہ اور فساد پیدا کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور مقام بتانا اُس کا مقصود نہیں تھا، بلکہ سِکھ حضرات کے جذبات بھڑکانا تھا۔ اور پھر اس سے بھی بڑا ظلم وہاں کی ایک اخبار نے کیا کہ اس طرح اُس نے شائع بھی کردیا جس پر قادیان اور اردگرد کے علاقوں میں بڑا اشتعال پیدا ہوا۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ اُن کے لیڈروں نے عقل اور انصاف سے کام لیتے ہوئے اُن لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کیا کہ احمدی ایسی حرکت نہیں کرسکتے۔ یہ کسی شرارتی اور بدفطرت عنصر نے یقیناً ہمیں لڑانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ مجھے بھی قادیان سے بعض سِکھ خاندانوں کے سربراہوں کے خطوط آئے ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ کسی نے شرارت کی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف یہ منسوب کی گئی ہے۔ یعنی اظہار ایسا لگتا ہے جس طرح کسی احمدی نے لکھا ہے اور جماعت نے یہ اعلان شائع کروایا ہے لیکن جماعت کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہیں کرسکتی۔ بہرحال اُن لوگوں نے بھی، اُن کی مختلف تنظیموں نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے اور جماعت نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کی تحقیق کروائی جائے اور مجرم کو سخت سزا دی جائے۔ جماعت احمدیہ کا تو ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ کبھی کسی کے جذبات سے نہ کھیلا جائے اور مذہبی رہنما تو ایک طرف ہم تو قرآنی تعلیمات کے مطابق 'دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو' کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور پھر حضرت باوا نانک صاحبؒ کا مقام اور عزت و احترام جو جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ہے، اس کے بارے میں کھل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریفی کلمات کہے ہوئے ہیں۔ اُن کے بارے میں تو کوئی حقیقی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے گھٹیا اور گندے کلمات کہے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ: "ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحبؒ کو حق اور حق طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذات یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں"۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: "ہر یک مومن متقی پر فرض ہے کہ اُن کو (یعنی حضرت باوا نانک صاحبؒ کو) عزت کی نگاہ سے دیکھے اور پاک جماعت کے رشتے میں اُن کو شامل سمجھے"۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر فرمایا کہ: "ہم کو اقرار کرنا چاہئے کہ باوا صاحبؒ نے اُس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں، وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اُس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے"۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 121)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کام اور حضرت باوا نانک صاحبؒ کے کام کو ایک طرح کا قرار دیا ہے۔ پس بدبخت ہے وہ جو حضرت باوا نانک صاحبؒ کے خلاف غلط الفاظ استعمال کرے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: "ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحبؒ اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے"۔ (ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 115)

پھر آپ فرماتے ہیں: "مَیں سِکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے"۔ پھر آپ فرماتے ہیں اور اب یہ اعلان جماعت کی طرف سے شائع بھی ہوا ہے کہ: "باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں۔ مَیں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ سے یاد کریں"۔

(ست بچن روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 111)

راجہ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج سارے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مقدس وجود ہیں۔

پس یہ اعلان جس نے بھی شائع کیا ہے یا جس نے تصویر بنائی، اس نے یہ سب کچھ شرارت اور فساد پھیلانے کی غرض سے کیا۔ وہاں قادیان کی انتظامیہ نے اس کی پُرزور تردید اخباروں میں شائع کروائی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے

نزدیک حضرت باوانانک صاحبؒ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اُنہیں بڑی عزت واحترام سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فساد اور شر سے قادیان کے احمدیوں کو بھی اور اُس کے ماحول کو بھی محفوظ رکھے اور دشمن اپنی شرارتوں میں ناکام ونامراد ہوں۔

اس وقت میں بعض فوت شدگان کا بھی ذکر کروں گا اور اُن کے جنازے بھی نماز جمعہ کے بعد پڑھاؤں گا۔ پہلا جنازہ مکرم عبدالرزاق بٹ صاحب کا ہے جو 6؍اکتوبر 2012ء کو 65 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ مبلغ سلسلہ تھے۔ موصی تھے۔ ان کی نماز جنازہ احاطہ صدر انجمن احمدیہ میں ادا کی گئی۔ کسی دوائی کے غلط استعمال کی وجہ سے اُن کے دل پر اثر ہوا اور اُن کی وفات ہوگئی۔ ویسے تو اللہ کے فضل سے صحتمند ہی تھے۔ ان کے والد کا نام غلام محمد کشمیری تھا اور یہ گجرات کے رہنے والے تھے اور بچپن سے ہی ان کے والد نماز کے بڑے عادی تھے اور اس وجہ سے اپنے علاقے میں مولوی کہلاتے تھے۔ 1930ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ جب انہوں نے بیعت کی تو ان کی اہلیہ ان کو چھوڑ کر چلی گئیں۔ اُس وقت ان کی ایک غیر احمدی سہیلی نے ان سے پوچھا کہ کیا اُس نے احمدی ہو کے نمازیں پڑھنی چھوڑ دی ہیں؟ تو ان کی بیوی نے یعنی رزاق بٹ صاحب کی والدہ نے اُسے کہا کہ نہیں۔ نمازیں تو پہلے سے زیادہ پڑھنے لگ گئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ پھر وہ کافر کس طرح ہوگیا۔ تو بہرحال پھر وہ واپس آ گئیں، نیک فطرت تھیں۔

عبدالرزاق بٹ صاحب نے ابتدائی تعلیم عالم گڑھ گجرات سے حاصل کی۔ پھر 1971ء میں جامعہ سے فارغ ہوئے اور بطور مربی سلسلہ پاکستان کی مختلف جگہوں میں خدمات سرانجام دیں۔ پھر 1975ء میں غانا میں ان کی تقرری ہوئی۔ وہاں یہ مختلف جگہوں پر رہے۔ 1979ء سے 1989 تک بطورِ پرنسپل احمدیہ مشنری ٹریننگ کالج خدمت کی توفیق پائی اور پھر 89ء میں یہ پاکستان آ گئے تھے۔ پاکستان میں مختلف جگہوں پر مربی رہے۔ پھر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے تحت تربیت نو مبائعین میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اصلاحی کمیٹی کے ممبر رہے اور اصلاحی کمیٹی میں بھی بڑے کامیاب تھے۔ ان کا سمجھانے کا انداز، بتانے کا انداز بڑا خوبصورت تھا۔ ان کی اہلیہ کے بھائی مبارک طاہر صاحب جو سیکرٹری نصرت جہاں ہیں وہ لکھتے ہیں کہ جب میری ہمشیرہ عزیزہ امۃ النور طاہر کے لئے بٹ صاحب کا رشتہ آیا تو میرے ابّا جان حضرت مولانا محمد منور صاحب نے، اس وقت جو سیکرٹری حدیقۃ المبشرین شیخ مبارک احمد صاحب ہوتے تھے، اُن سے مشورہ کیا کہ بتائیں ان کا (بٹ صاحب کا) فیلڈ میں کیسا کام ہے؟ تو شیخ صاحب نے بتایا کہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان کی رپورٹس خوش کن ہیں اور تسلی بخش ہیں۔ کہتے ہیں بس اسی رپورٹ پر ابّا جان نے اس رشتہ کا فیصلہ کرلیا۔ کام تو فیلڈ میں مَیں نے دیکھا ہے۔ گھانا میں مَیں اُن کے ساتھ رہا ہوں۔ جس بے نفسی سے انہوں نے کام کیا ہے بہت کم مبلغین اس طرح کام کرتے ہیں۔ ان کا بیوی بچوں سے بڑا دوستانہ تعلق تھا۔ ہر جمعہ کو سب بیٹیوں کو دعوت پر بلایا کرتے تھے اور پھر سب کے ساتھ بیٹھ کے ٹی وی پر جمعہ کا خطبہ سنتے تھے۔ اور والدہ کی انہوں نے بڑی خدمت کی ہے۔ اپنے کامیاب وقف کا کریڈٹ بھی ہمیشہ اپنی والدہ کو دیتے تھے۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو نمازوں اور دعاؤں کی تلقین کرتے رہتے۔ جو نمازیں پڑھنے والے بچے تھے، اُن سے زیادہ پیار اور محبت کا سلوک اور خوشی کا اظہار کرتے۔ ان کی پانچ چھ بچیاں تھیں۔ جب ان کی بچیوں کے رشتے آئے تو کوئی پوچھتا کہ کون لوگ ہیں، تو ان کو ہمیشہ انہوں نے یہی جواب دیا ہے اور اس میں عموماً ان لوگوں کے لئے بھی اس میں بڑا اسبق ہے جو ضرورت سے زیادہ دنیاداری کو دیکھتے ہیں کہ لڑکا نمازیں پڑھتا ہے اور چندے دیتا ہے تو تمہیں اَور کیا چاہئے اور یہ بھی کہتے کہ اگر میری بچی کے نصیب ہیں تو خالی گھر بھی بھر دے گی اور اگر نصیب میں نہ ہوا تو پھر بہت ساری لڑکیاں ایسی ہیں جو بھرے ہوئے گھر بھی خالی کر دیتی ہیں۔ خلافت سے بڑی گہری محبت تھی۔ ان کے بیٹے کو کسی وجہ سے تعزیر ہوگئی تو جب تک اُس کی معافی نہیں ہوئی اُس سے بات نہیں کی اور یہ کہتے تھے کہ جس سے خلیفۂ وقت ناراض ہے تو مَیں اُسے کس طرح گوارا کرلوں۔ یہاں بھی 2009ء میں آئے ہیں۔ ان کے بیٹے کو سزا تھی تو مجھ سے کبھی ہلکا سا بھی ذکر نہیں کیا۔ اشارۃً بھی بات نہیں کی کہ اُس کو معاف کر دیں یا کیا صحیح ہے یا غلط ہے۔ بس یہی کہا کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ اُس کو عقل دے۔ ہمیشہ نظام جماعت اور خلافت کے پابند رہے اور بچوں کو اسی کی تلقین کرتے رہے۔ خطبے بڑی باقاعدگی سے سننے والے تھے، جیسا کہ میں نے کہا۔ اس دوران میں کوئی بچہ شور بھی کرتا تو بڑا بُرا مناتے۔ بیماری کی حالت میں بھی عموماً چھٹی نہیں لیا کرتے تھے۔ اگر کوئی چھٹی کا کہتا تو کہتے جب دفتر جاؤں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ اگر بچے کبھی مطالبہ کرتے کہ چھٹیاں ہیں، سیر پر لے جائیں تو کہتے تھے میری تو ساری زندگی جماعت کیلئے وقف ہے۔ اور یہ فقرہ یقیناً اُن کا سطحی فقرہ نہیں تھا۔ انہوں نے ہر لمحہ جماعت کی خدمت کے لئے وقف کیا ہوا تھا اور اس کو انہوں نے کر کے بھی دکھایا۔

افریقہ میں جیسا کہ میں نے ذکر کیا مَیں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ اُس وقت کے جو حالات تھے وہ آجکل کے نہیں ہیں۔ بڑے تنگ حالات ہوتے تھے۔ لیکن بڑی خوشی سے انہوں نے وہاں اپنے دن گزارے ہیں۔ بیمار بہت زیادہ ہوتے رہے۔ ملیریا ہو جاتا تھا۔ ہسپتالوں میں داخل ہوتے رہے، لیکن جب بھی ٹھیک ہوتے فوراً اپنا کام شروع کر دیتے اور وہاں بھی محبت اور پیار کی وجہ سے لوگ ان کے بہت قائل تھے۔ میں بھی جب وہاں گیا ہوں تو یہ پہلے سے وہاں مشنری تھے۔ اس کے بعد انہوں نے بہت کچھ وہاں کے حالات کے بارے میں اور بہت ساری چیزوں کے بارے میں مجھے بتایا، سمجھایا۔ اس طرح میری کافی رہنمائی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے پیار اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔ ان پر رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ اپنے پیاروں میں ان کو جگہ دے۔ ان کی اہلیہ اور بچوں کو بھی صبر اور حوصلہ اور ہمت عطا فرمائے۔ ایک بیٹی ان کی سیرالیون میں ایک مربی سلسلہ ہیں اُن کی اہلیہ ہیں، وہ جنازے میں شامل نہیں ہوسکیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سب کو صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

دوسرا جنازہ جو اس وقت مَیں پڑھوں گا مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کا ہے۔ 75 سال کی عمر میں 8؍اکتوبر 2012ء کو کینیڈا میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ 1964ء میں انہوں نے فاطمہ جناح میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کیا۔ ہاؤس جاب کرنے کے بعد ترقی کے کافی مواقع تھے مگر فضل عمر ہسپتال ربوہ میں گائنی کے شعبہ میں ڈاکٹر کی ضرورت تھی، اس لئے وہاں چلی گئیں اور 1965ء سے فضل عمر ہسپتال جوائن کرلیا۔ ان کا خدمت کا عرصہ بڑا لمبا ہے اور ان کی خدمات کے قصے پڑھنے لگو تو شاید پورا ایک خطبہ بلکہ اس سے بھی زیادہ چاہئے ہوگا۔ 1964ء میں ایچی سن ہسپتال لاہور میں ہاؤس جاب کر رہی تھیں کہ اس دوران انگلینڈ میں جاب کے لئے درخواست دی جس پر ان کو ایمپلائمنٹ واچر مل گیا۔ ٹکٹ کا انتظام بھی ہو گیا۔ انگلینڈ جانے کی تیاریاں مکمل تھیں کہ اگلے دن الفضل گھر پر آیا تو اس میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں لیڈی ڈاکٹر کی آسامی کا اشتہار دیکھا۔ ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا پیغام بھی تھا کہ اگر کوئی احمدی لیڈی ڈاکٹر نہیں آتی تو فضل عمر ہسپتال میں کسی عیسائی ڈاکٹر کا انتظام کرلیں۔ انہوں نے لندن جانے کا پروگرام کینسل کیا۔ باوجود گھر میں سفید پوشی کے اور دس بہن بھائی تھے۔ والد ان کے سیکشن افسر تھے لیکن بہرحال مالی تنگی تھی اور والد نے بھی ادھار لے کر ان کو ایم بی بی ایس کروایا تھا۔ ان حالات کے باوجود اُسی دن لاہور سے ربوہ آنے کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اپنے ہسپتال جہاں ہاؤس جاب کر رہی تھیں، وہاں جا کر اپنی ایم ایس سے اجازت طلب کی۔ ایم ایس نے پوچھا کہ وہ کس لئے جا رہی ہیں؟ تمہیں وہاں تنخواہ کیا ملے گی؟ تو ڈاکٹر فہمیدہ صاحبہ نے بتایا کہ شاید 230 روپے ماہانہ الاؤنس ملے گا تو ایم ایس نے کہا میں تمہیں ساڑھے پانچ سو روپے دلواتی ہوں۔ لاہور چھوڑ کر نہ جاؤ۔ تمہارا مستقبل بھی اس ہاؤس جاب سے وابستہ ہے۔ مگر انہوں نے یہ آفر بھی منظور نہ کی اور کہا کہ میں پیسوں کی خاطر نہیں جا رہی۔ میرے پاس تو انگلینڈ کا ایمپلائمنٹ واچر بھی موجود ہے، ٹکٹ کا انتظام بھی ہے اور وہاں داخلہ بھی ہو چکا ہے۔ مگر میں یہ سب کچھ چھوڑ کر ربوہ جا رہی ہوں۔ اس پر ایم ایس نے جواب دیا کہ آپ بہت عظیم عورت ہیں۔ اپنی جماعت کی خاطر اپنا مستقبل داؤ پر لگا دیا ہے۔ ایم ایس نے ان کو اپنی بہترین ہاؤس جاب اسسٹنٹ کا سرٹیفکیٹ دیا۔ اور یوں 1964ء میں وہ ربوہ آ گئیں اور 1984ء تک فضل عمر ہسپتال میں بطور لیڈی ڈاکٹر کے خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ میں اُس زمانے میں لیڈی ڈاکٹر کوئی نہیں تھی بلکہ اردگرد کے علاقوں میں کوئی نہیں تھی اور بڑا وسیع کیچمنٹ ایریا تھا جس کو انہوں نے اکیلے ہی اپنے زمانے میں بھگتایا۔ سردی ہو یا گرمی رات کو بھی دو یا تین بجے کسی بھی وقت کوئی مریض آتا تو فوراً بستر چھوڑ کر مریض دیکھنے چلی جاتیں۔ یہ بھی ان کے بارے میں بیان ہوتا ہے کہ ولیمہ والے دن دلہن بن کے سٹیج پر بیٹھی تھیں کہ ہسپتال سے کال آ گئی کہ ایمرجینسی (Emergency) آئی ہے۔ اپنے اُسی لباس میں وہاں سے اُٹھیں اور ہسپتال چلی گئیں اور مہمانوں نے ان کے بغیر ہی بعد میں کھانا کھا لیا۔ بہرحال یہ قربانی کی روح تھی۔ اور انہوں نے وقف کی روح کے ساتھ اپنے اس خدمت کے عہد کو نبھایا۔ اللہ تعالیٰ باقی واقفین کو بھی اس نمونے کو قائم رکھنے کی توفیق دے۔

غریبوں کی بڑی مدد کیا کرتی تھیں۔ ان کا مفت علاج کر دیا کرتی تھیں۔ وہاں علاقے میں رواج ہے، لوگ جھوٹ بول کے اپنی مشکل بیان کر دیتے ہیں تو کبھی یہ نہیں کہا کہ تم جھوٹی سچی ہو، تحقیق کروں گی۔ جو کسی نے کہا اعتبار کرلیا اور مفت علاج بھی کیا اور ساتھ دوائیاں بھی دے دیں۔ ان کے میاں کہتے ہیں کہ کئی دفعہ اس طرح ہوا کہ وہ رات ہسپتال میں گزارتی تھیں۔ صبح میاں کام پر جا رہے ہوتے تھے اور وہ ہسپتال سے واپس آ رہی ہوتی تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ایک دفعہ مجلس شوریٰ میں ان کے پردہ کی بھی مثال دی تھی کہ کسی نے پردہ میں رہ کر کام کرنا سیکھنا ہے تو ڈاکٹر فہمیدہ سے سیکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے بھی ان کے متعلق فرمایا کہ بڑی قربانی کرنے والی عورت ہیں اور بہت کم لوگوں کو ایسی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جب انہوں نے 1964ء میں ہسپتال جائن (join) کیا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو ملنے گئیں تو حضرت چھوٹی آپا اُمّ متین صاحبہ وہاں تھیں۔ انہوں نے کہا کہ فضل عمر ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر آ گئی ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فوراً الحمدللہ کہا اور ان کو بڑی دعائیں دیں۔

ایک دفعہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ملاقات کے دوران کہا کہ میں اعتکاف بیٹھنا چاہتی ہوں تو انہوں نے فرمایا: میرے مریض دیکھو۔ مَیں تمہارے لئے بہت دعائیں کروں گا۔ آپ کا اعتکاف یہی ہے۔ خلافت سے ان کو بڑا تعلق تھا اور بڑی باحوصلہ خاتون تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو ان کی شاعری بھی بہت پسند تھی اور صرف ڈاکٹر نہیں تھیں بلکہ شاعرہ بھی تھیں اور بڑی اچھی شاعرہ تھیں۔ بے ساختگی بھی تھی اور پختگی بھی تھی، دلی جذبات بھی تھے۔ سات شعری مجموعے ان کے چھپ چکے ہیں۔

خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب یہاں آئے ہیں تو ایک دفعہ یہاں ہجرت کے بعد انہوں نے اپنی نظم بھیجی اور اُس کا ایک شعر تھا کہ

گھر پہ تالا پڑا ہے مدّت سے　　　　اُس سے کہہ دو کہ اپنے گھر آئے

توحضور رحمہ اللہ نے اس شعر کو بڑا سراہا۔ اس کا ذکر فرمایا کہ ڈاکٹر فہمیدہ کا یہ بڑی بوڑھیوں کے سے انداز سے ڈانٹنا مجھے بڑا پسند آیا ہے۔ ہمیشہ اپنے بچوں کو نصیحت کی، بہن بھائیوں کو نصیحت کی کہ اگر دنیا میں عزت چاہتے ہو تو خلافت سے ایسے وابستہ ہو جاؤ کہ اپنی ہستی کو اس راہ میں مٹا دو۔ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ جو اس وقت فضل عمر ہسپتال میں انچارج ڈاکٹر ہیں، وہ کہتی ہیں کہ یہ بہت متحمل مزاج اور خوش اخلاق ڈاکٹر تھیں۔ اُس وقت نامساعد حالات تھے۔ سہولتیں بھی موجود نہیں تھیں لیکن انتہائی لگن اور محنت سے انہوں نے کام کیا۔ اپنے کام میں اعلیٰ درجہ کی مہارت تھی۔ مریضوں کے ساتھ بہت مروّت اور محبت کا سلوک تھا اور ان کے مریض ان کو آج بھی یاد رکھتے ہیں۔ اِس وقت ڈاکٹر نصرت جہاں وہاں ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے وقف کی رو سے کام کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی بھی عمر و صحت میں برکت ڈالے اور فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹروں کی جو کمی ہے اُس کو پورا کرے اور یہ جو چند ڈاکٹر وہاں ہیں، ان کے ہاتھ میں شفا بھی عطا فرمائے اور ان کو ہمت اور حوصلہ بھی عطا فرمائے۔ یہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ بھی دعاؤں کی محتاج ہیں۔

ایک دفعہ وہاں شعروں کا مقابلہ ہوا۔ نظمیں لکھنے کا مقابلہ تھا اور ایک مصرعہ دیا گیا۔ اُس میں نام پتہ وغیرہ بھی لکھنا تھا۔ ان کی یہ عادت تھی کہ کافی عاجز تھیں تو انہوں نے اس کے آخر میں نام پتہ کی جگہ پر لکھا کہ ''خدمتِ خلق، لکھنا لکھانا، خانہ داری، دعائے خاتمہ بالخیر''۔ یہ صرف الفاظ ہی نہیں ہیں بلکہ جیسا کہ میں نے کہا یہ بے نفس خاتون تھیں اور انہوں نے بڑی بے نفس خدمت کی ہے۔ اپنی زندگی کا خلاصہ انہوں نے بیان کیا اور یقینا یہ خدمتِ خلق کرنے والی تھیں اور گھریلو ذمہ داریوں کو نبھانے والی تھیں۔ آخرت پر نظر رکھنے والی تھیں۔ بڑی نافع الناس وجود تھیں اور ان کا خاتمہ بھی مَیں سمجھتا ہوں خاتمہ بالخیر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ حدیث کے مطابق جب لوگ کسی کی تعریف کریں تو جنت اُس پر واجب ہو جاتی ہے اور یہ اُنہی لوگوں میں سے ایک تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند فرماتا چلا جائے اور ان کے بچوں کو بھی ان کی نیکیاں اپنانے اور جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کے خاوند کو بھی صبر اور ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔

تیسرا جنازہ جو ابھی جمعہ کے بعد پڑھایا جائے گا وہ مکرمہ ناصرہ بنت ظریف صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب شہید آف حیدرآباد کا ہے جو آجکل ناروے میں تھیں۔ 23 ستمبر 2012ء کو ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ان کی والدہ فاطمہ جمیلہ صاحبہ حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کے ابّا مکرم محمد ظریف صاحب مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے تیرہ برس کی عمر میں احمدیت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اس کی وجہ سے انہیں چھوٹی سی عمر میں بھی بہت سی مشکلیں اور صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ مرحومہ کی شادی 1949ء میں محترم ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب سے ہوئی جو حضرت پروفیسر عبدالقادر صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیٹے تھے اور حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے بڑے بھائی تھے۔ بہت مہمان نواز خاتون تھیں۔ اپنے شوہر ڈاکٹر عقیل بن عبدالقادر صاحب کے ہاں آنے والے بیشمار مہمانوں اور عزیزوں کی دل و جان سے خدمت کرتی تھیں۔ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، خوش مزاج، صاف دل، غریبوں کی ہمدرد اور علم دوست خاتون تھیں۔ یہ خاندان بھی ماشاءاللہ علم دوست ہے۔ اسی کوشش میں رہتی تھیں کہ حاجتمندوں کی ضرورت پوری کی جائے۔ اُن کی مدد کی جائے اور اُن کو اظہار بھی نہ کرنا پڑے۔ ہر کام سیکھنے کا شوق تھا۔ آپ نے ادب کا امتحان پاس کیا ہوا تھا۔ بچوں کو بھی اعلیٰ تعلیم دلوانے کی کوشش کی۔ 1985ء میں اپنے شوہر کی شہادت سے پیدا ہونے والے حالات کے باعث 1987ء میں اُنہیں ناروے ہجرت کرنا پڑی۔ اگرچہ اُن کی عمر ساٹھ برس کی تھی اور ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ بھی تھیں لیکن اس کے باوجود نارویجین زبان سیکھنے کی کوشش کی۔ جماعت اور خلافت سے بہت محبت رکھتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور جماعت کا لٹریچر ہر وقت زیرِ مطالعہ رہتا تھا۔ چندوں کی بروقت ادائیگی کا خیال رکھتی تھیں۔ ان کے دو بیٹے ڈاکٹر ہیں۔ ایک بیٹی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچوں کو بھی ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

❁❁❁❁

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200

Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis

Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

Tel.: 0671-2112266. (M) 9437078266, 9437032266, 9438332026, 943738063

اعلان وقف بعد از ریٹائرمنٹ کی بابرکت تحریک (قسط: دوم)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۴ء میں ایسے احباب کیلئے جو اپنی ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہوں ان کیلئے ''وقف بعد از ریٹائرمنٹ'' کی بابرکت تحریک کا اجراء فرمایا تھا۔ ایسے ریٹائر احباب جماعت جو سلسلہ کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اور صحت ٹھیک ہو وہ اپنے آپ کو خدمت دین کیلئے وقف کریں اور اپنی درخواستیں اپنے کوائف کے ساتھ صدر جماعت / زونل امیر کی سفارش کے ساتھ نظارت علیا قادیان میں بھجوائیں۔ اس سلسلہ میں خلفاء احمدیت کے ارشادات پیش کئے جا رہے ہیں۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:۔

''اگر ہم صرف جامعہ احمدیہ پر انحصار کریں تو جس قدر انسانوں کی مخلص انسانوں کی، مومن انسانوں کی، صاحب فراست انسانوں کی، اللہ تعالیٰ سے پیار کرنے والے انسانوں کی، خدا سے اخلاص کا تعلق رکھنے والے انسانوں کی، خدا سے عہد وفا جو انہوں نے باندھا ہے اُس پر عزم کے ساتھ اور استقامت کے ساتھ قائم رہنے والے انسانوں کی ضرورت ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہمیں بڑی عمر کے احمدیوں کی ضرورت ہے جو اگرچہ جامعہ احمدیہ یا اس قسم کے کسی ادارہ میں تو نہ پڑھے ہوں لیکن ان کی زندگی صحیح اور حقیقی اسلام کے مطالعہ میں خرچ ہوئی ہو اور جن کے دل خدا تعالیٰ کی محبت سے معمور ہوں اور جن کا اپنے رب سے اخلاص کا تعلق ہو اور جن کی ہمت جوان ہو۔ اگرچہ عمر کے لحاظ سے وہ جواں نہ ہوں۔ وہ آگے آئیں۔ وہ ریٹائر ہو گئے، دنیوی کاموں سے، وہ جو ریٹائر ہو سکتے ہیں (ملازمت کا ایک ایسا حصہ ہے جس میں انسان اپنی مرضی سے ریٹائر ہو جاتا ہے اور اس کی پنشن پر کوئی خاص فرق نہیں پڑتا یا بعض دفعہ بالکل ہی فرق نہیں پڑتا) ایسے لوگ اپنی زندگیوں کو وقف کریں تا کہ ہم انہیں ان ممالک میں بھجوا سکیں ایسے لوگ جن کی خصوصیات اور اہلیت کے کچھ پہلو تو میں نے ابھی بتائے ہیں لیکن زبان کے لحاظ سے انہیں انگریزی زبان اچھی طرح آنی چاہیئے کیونکہ یہ ہر جگہ غیر ممالک میں کام دے جاتی ہے۔ انہیں وقف کرنا چاہیئے۔ اس وقت ہمیں شدید ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ اس قسم کے مخلصین، مجاہدین، باوفا انسانوں کی جو غیر ممالک میں جا کر کام کریں لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہمارا ایک ہی ادارہ ہے جو مبلغ پیدا کر رہا ہے اور اب تعداد کچھ زیادہ ہوئی ہے جامعہ میں۔ ایک وقت میں تعداد بہت ہی گر گئی تھی۔ پھر جو آج امتحان پاس کرتا ہے یا جس نے دو سال پہلے جامعہ احمدیہ سے شاہد کیا ہے وہ اپنے تجربہ کے لحاظ سے اور اپنے معیار کے لحاظ سے آج اس قابل نہیں کہ اسے ہم باہر بھیج دیں۔ اس لئے ہمیں انتظار کرنا پڑے گا لیکن اگر ہزاروں نہیں تو سینکڑوں ایسے انگریزی دان احمدی ہیں جنہوں نے اخلاص سے اپنی زندگیاں گذاری ہیں۔ جنہیں اپنی گذشتہ زندگی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کی جو تفسیر ہمارے سامنے رکھی ہے اس کے مطالعہ کا شغف رہا ہے۔ جو علی وجہ البصیرت حقیقی اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے اسی مطالعہ کے دوران دوسرے مذاہب کے ساتھ مذہب اسلام کا موازنہ کیا ہے اور جن کو دعا کی عادت ہے جو اس مقام پر کھڑے ہیں کہ جہاں دعا کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت جوش مار رہی ہے اور جن کے سینوں میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کی ایک تڑپ پائی جاتی ہے۔ ایسے سینکڑوں ہزاروں احمدی جماعت احمدیہ میں موجود ہیں آج میں ان کو آواز دے رہا ہوں کہ اسلام کی خاطر دنیا کے مختلف ممالک میں بھجوانے کے لئے مجاہدین کی آج ضرورت ہے اور اس قسم کے لوگ ہی آج کے حالات میں اس ضرورت کو پورا کر سکتے ہیں۔ اس لئے وہ آگے آئیں اور اپنے ناموں کو پیش کریں۔ اگر وہ ریٹائر ہو چکے ہیں اور اپنی ملازمتوں سے فارغ ہو چکے ہوں تب بھی، اگر وہ آسانی سے فارغ ہو سکتے ہیں تب بھی، ہر قسم کے انگریزی دان افراد خواہ وہ ڈاکٹر ہوں، انجینئر ہوں، ٹیچر ہوں، پروفیسر ہوں، وغیرہ وغیرہ اپنے آپ کو پیش کریں لیکن شرط یہی ہے کہ وہ لوگ اس گروہ سے تعلق رکھنے والے ہوں جن کی زندگیاں اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے مطالعہ میں گذری ہیں اور جو دوسروں سے تبادلۂ خیالات کرتے رہیں ہیں۔ ایسے لوگوں نے جماعت میں (پہلے مثالیں موجود ہیں) بڑا اچھا کام کیا ہے۔ ہمارے جو مبلغین ابتداء میں امریکہ یا انگلستان یا یورپ گئے وہ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل نہیں تھے یعنی بی اے، ایم اے کر کے زندگی وقف کر کے جماعت کے کاموں میں مصروف ہو گئے تھے یا جو باہر کام کر رہے تھے لیکن دفتری اوقات سے باہر سات سات آٹھ آٹھ گھنٹے روزانہ بلا ناغہ وہ جماعت کے کاموں میں خرچ کر رہے ہیں (میرے علم میں میں نے پہلے بھی بتایا ہے بیسیوں ایسے احباب کو میں جانتا ہوں) ایسے لوگ سامنے آئیں اور اپنے نام پیش کریں تا کہ اس وقت جو ایک خلا پیدا ہو رہا ہے جس کے نتیجہ میں ہمارے دلوں میں ایک فکر پیدا ہو رہا ہے کہ ہم اس خلا کو پُر نہ کر سکے تو خدا کے نام کو اس دنیا سے مٹانے کا دعویٰ کرنے والوں کی کوششیں کہیں کامیاب نہ ہو جائیں۔

اس وقت اسلام کے ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے میں جماعت کے ان احباب کو آواز دیتا ہوں کہ آگے بڑھو! زندگیوں کو وقف کرو!! اور اخلاص کے ساتھ سب کام چھوڑ کر باہر جاؤ اور تبلیغ اسلام کے فریضہ کی جو ذمہ داری ہے اسے اپنے کندھوں پر اٹھاؤ''

(خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ 396 تا 398 خطبہ جمعہ فرمودہ 25 جنوری 1974ء)

خطبہ جمعہ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مختلف صحابہ کی بعض دلچسپ اور ایمان افروز روایات کا تذکرہ

یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی روحانیت میں بھی مزید ترقی کی۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔

کراچی اور گھٹیالیاں میں ہونے والی حالیہ دو شہادتوں کا تذکرہ اور دعا کی تحریک۔

مکرمہ سیدہ امتہ الرحمن صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبدالغنی شاہ صاحب مرحوم کی وفات۔ مرحومہ کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ بتاریخ 19/اکتوبر 2012ء بمطابق 19/اخاء 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر الفضل انٹرنیشنل مورخہ 9/نومبر 2012 کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

آج میں پھر آپ کو صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں لے کر جاؤں گا۔ اُن کی روایات بیان کر رہا ہوں۔ یہ روایات اُن لوگوں کے ایمان کا اور اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجالس کا ایک عجیب نقشہ کھینچتی ہیں۔

حضرت ولایت شاہ صاحبؓ ولد سید حسین علی شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے مجھے بہت کم موقع ملے تھے کیونکہ میں ایک ایسی ملازمت میں تھا جس میں رخصت بہت کم ملتی تھی۔ میں نے خواب کی بناء پر بیعت کی تھی جو یہ تھی کہ ہیڈ ورکس مادھو پور جہاں سے ہیڈ باری دوآب نہر نکلتی ہے، وہاں میں تعینات تھا۔ سرکاری کوارٹر کی دیوار پر سے جس کے صحن میں مَیں سویا ہوا تھا، ایک جماعت بہت خوش سلوک اشخاص کی جن کے آگے آگے ایک بزرگ نہایت خوبصورت شکل اور نہایت خوبصورت لباس میں ملبوس، تاج ایسا چمکدار جس پر نظر نہ ٹھہر سکے، سر پر پہنے ہوئے گزر کر میرے کوارٹر کی چھت پر چڑھ گئے۔ (ایک جلوس نکل رہا تھا، لوگوں کا ایک گروہ تھا، اُس کے آگے جو بزرگ اُن کو لیڈ (Lead) کر رہے تھے، اُن کا نقشہ کھینچا ہے کہ دیوار پر سے گزر رہے تھے) اور وہاں بگل کے ذریعہ سے اذان کہی جس کی آواز بہت دور دور تک پہنچی تھی۔ اس کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس کے بعد وہ اسی دیوار پر سے واپس تشریف لائے۔ (یہ خواب کا نظارہ بتا رہے ہیں۔) کہتے ہیں کہ جب میری چارپائی کے پاس سے گزرے تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بھائی، پاخانہ اندر سے باہر کر دو، (یعنی اپنا جو نجس اور گند ہے نکال کے باہر کر دو) میں نے خواب میں عرض کیا کہ بہت اچھا جناب۔ جب وہ آگے ہو گئے تب میں نے اُن کے پیچھے جو دوست تھے اُن سے دریافت کیا کہ یہ کون بزرگ ہیں۔ اُن میں سے ایک نے کہا کہ آپ نہیں جانتے؟ یہ حضرت مرزا صاحب ہیں۔ اسی فجر کو میرے دوست ڈاکٹر محمد اسمعیل خان صاحب مرحوم نے میرے دروازے پر آ کر دستک دی۔ جب میں باہر آیا تو انہوں نے فرمایا شاہ صاحب! آپ تو احمدی ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ کس طرح؟ انہوں نے کہا کہ آج رات مجھے خواب آیا ہے کہ آپ شفاخانہ میں آ کر بیٹھے ہیں اور میں نے اندر جا کر اپنا صندوق کھول کر ایک بہت عمدہ خوبصورت انگرکھا (ایک گاؤن سا) نکال کر آپ کو پہنایا ہے اور وہ آپ کے بدن پر بہت فِٹ (Fit) آیا ہے۔ اس کے بعد میں نے بہت خوبصورت عمدہ عمدہ بٹن لا کر اُس گاؤن میں لگا دیئے۔ (تو یہ خواب صرف انہی کو نہیں آئی بلکہ ان کے احمدی دوست تھے، اُن کو بھی اللہ تعالیٰ نے خواب کے ذریعہ سے اشارۃً بتا دیا کہ اس طرح احمدیت کی طرف مائل ہو گئے ہیں یا احمدی ہو جائیں گے کیونکہ نیک فطرت ہیں۔) بہرحال کہتے ہیں اس کے کچھ عرصے کے بعد میں اپنے سسرال والوں کے گھر سید اکبر شاہ مرحوم کے مکان میں آیا۔ مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم جو کہ پڑوسی تھے، میرے پاس آئے۔ جمعہ کا دن تھا۔ میں اُن کے ساتھ مسجد اقصیٰ میں گیا۔ وہاں انہوں نے مجھے منبر کے پاس بٹھا دیا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے تب انہوں نے حضور انور کی خدمت میں میری بیعت لینے کے متعلق عرض کیا۔ حضور انور نے نہایت شفقت سے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیا اور دیگر بیعت کرنے والوں نے میری پشت پر ہاتھ رکھ کر بیعت کر لی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 144۔ روایات حضرت ولایت شاہ صاحبؓ)

پھر اسی طرح بیعت کا واقعہ حضرت عنایت اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے 1901ء میں بیعت کی تھی۔ (کہتے ہیں) اُس وقت میری عمر قریباً پندرہ سال کی تھی۔ جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا تو ایک عطر کی شیشی ہمراہ لایا۔ پیدل سفر کیا۔ رات بٹالہ رہا۔ جب شیشی دیکھی تو سوائے ایک قطرہ کے باقی ضائع ہو گیا۔ مجھے سخت افسوس ہوا۔ شام کی نماز کے وقت جب حضور مسجد مبارک کی چھت پر تشریف لائے۔ مصافحہ کیا۔ اور حضور کو بندے نے دبانا شروع کیا تو عرض کی مَیں ایک شیشی عطر لایا تھا، وہ راستہ میں ضائع ہو گیا۔ شیشی حضور کی خدمت میں پیش کر دی۔ فرمایا تم کو پوری شیشی کا ثواب مل گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شیشی میں جو تھوڑا سا عطر کا ایک آدھ قطرہ رہ گیا تھا، اُس کو قبول فرمایا اور فرمایا تمہاری نیت تحفہ دینے کی تھی، تمہیں پوری شیشی کا ثواب مل گیا ہے۔) پھر کہتے ہیں کہ نماز کے بعد بیعت کی اور دس یوم تک رہا۔

پھر لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قادیان سے واپسی پر بٹالہ پہنچا۔ ایک ذمہ دار ہمراہ تھا۔ رات بٹالہ رہا۔ زمیندار نے پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت صاحب سے اجازت لے لی تھی۔ مَیں نے کہا: نہیں۔ مجھے افسوس ہوا کہ اجازت لے کر نہیں آیا۔ (کہتے ہیں کہ) رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضور چارپائی پر بیٹھے روٹی کھا رہے ہیں۔ مجھے بھی کھانے کا حکم دیا۔ نصف حضور نے کھائی، باقی بندہ نے اور حضور نے فرمایا: جاؤ، آپ کو جانے کی اجازت ہے۔ (کہتے ہیں) بالکل ناخواندہ (اَن پڑھ) آدمی تھا، زبان میں بھی لکنت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں اور نظر کی برکت سے اب مَیں بالکل ٹھیک ہوں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 1 صفحہ 139۔ روایات حضرت عنایت اللہ صاحبؓ)

حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں گول کمرہ کے قریب جہاں بابو فخر الدین ملتانی کی دوکان تھی، کھڑا تھا تو حضرت اقدس علیہ السلام خود بنفس نفیس مسجد مبارک کے دروازے پر آئے اور مجھے آواز دی کہ میاں عطاء اللہ! یہ چٹھی لیٹر بکس میں ڈال دیں۔ جس پر میں بڑا خوش ہوا کہ حضور کو میرا نام خوب یاد ہے۔ مغرب کے وقت حضور انور ایک معمولی گلاس بکری کے کچے دودھ کا روزمرہ نوش فرماتے تھے۔ ایک شخص نے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو) عرض کیا کہ حضور! کچا دودھ نہ پیا کریں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اکثر انبیاء علیہم السلام کچا دودھ ہی پیا کرتے تھے۔ کچھ عرصے کے بعد جب میں محکمہ ٹیلی گراف میں نوکر تھا۔ (کہتے ہیں) مجھے بڑا شدید بخار ہو گیا، بلکہ تپ دِق سے بھی سخت بیمار ہو گیا۔ رخصت لے کر قادیان چلا گیا۔ حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاولؓ کے دولت خانے میں قیام پذیر تھا کیونکہ اُنہی کے ذریعہ سے میں جموں میں مشرف بہ اسلام ہوا تھا۔ اس روحانی اور گہرے تعلق کی وجہ سے خلیفۃ المسیح الاولؓ نے میرا علاج شروع کیا۔ مجھے صبح سویرے کھچڑی چاول اور بعد میں ایک اُبلا ہوا انڈہ کھلا کر دوائی دیتے تھے۔ یہ چیزیں کھا کھا کر جن کی مجھے عادت نہیں تھی زبان کا ذائقہ بگڑ گیا۔ کہتے ہیں ایک روز میں نے شام کو محترمہ اماں جان والدہ عبدالسلام صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیگم) کو التجا کی کہ میری زبان کا ذائقہ خراب رہتا ہے۔ اگر کچھ شوربہ یا کچھ اور نمکین چیز ہو تو ذائقہ درست ہو جاوے گا۔ انہوں نے فرمایا: مولوی صاحب ناراض ہوں گے۔ مگر انہوں نے ایک کپڑے سے مرچوں کو چھان کر اور صاف کر کے مجھے پلا دیا۔ یعنی عام شوربہ جو بنایا ہوا تھا، اُس کو چھان کے پلایا۔ کہتے ہیں اگلی صبح جب حضرت مولوی صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ نے میری نبض دیکھی تو فرمایا کہ رات کو کیا کھانا کھایا تھا۔ (اب ڈاکٹر بڑے بڑے ٹیسٹ لیتے ہیں تب بھی پتہ نہیں لگتا۔ لیکن حضرت خلیفہ اولؓ نے نبض دیکھی اور فرمایا رات کو کیا کھانا کھایا تھا؟) نبض بہت تیز چل رہی ہے۔ میں نے کہا کچھ نہیں۔ آپ درس کو چھوڑ کر

جلدی سے گھر گئے اور گھر جاکے اپنی اہلیہ سے دریافت فرمایا کہ رات عطاء اللہ نے کیا کھایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کھانا کھانے کے بعد اس نے ضد کر کے تھوڑا سا شوربہ پی لیا تھا۔ تو اُن پر ناراض ہوئے اور میرے پر بھی کہ تم نے اس قدر دروغگوئی کی ہے۔ غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ بہرحال کہتے ہیں حضرت مولوی صاحب نے میرے اس جھوٹ کو اور بدپرہیزی کا جو قصہ ہے یہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کیا کہ اس کو اپنی صحت کا کچھ خیال نہیں ہے۔ مرض تپ دق میں مبتلا ہے (یعنی ٹی بی میں مبتلا ہے)۔ میں بباعث بیماری کے بہت کمزور ہو گیا تھا۔ (تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس بات پر بڑے ناراض ہوئے۔ کہتے ہیں)...... آخر میری رخصت دو ماہ ختم ہوگئی۔ حضرت مولوی صاحب کو میری صحت کا بہت فکر تھا۔ ادویہ وغیرہ بنا کر ہمراہ دے دِیں تا مَیں استعمال کروں۔ اور فرمایا مَیں دعا بھی کروں گا۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! آج میں راولپنڈی واپس جاتا ہوں کیونکہ رخصت ختم ہوگئی ہے۔ دعا کریں۔ صحت خراب ہے۔ حضور نے دعا فرمائی اور فرمایا کہ آپ نمازوں میں نہایت عاجزی، انکساری اور دل سوزی سے دعائیں کیا کریں اور خط وغیرہ قادیان تحریر کرتے رہا کریں اور جلدی جلدی آیا کریں۔ پھر فرمایا کہ بدپرہیزی کو چھوڑ دیں۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ بات یاد تھی کہ کھانے میں بدپرہیزی کی تھی اس لئے فرمایا کہ بدپرہیزی کو چھوڑ دیں۔) اللہ تعالیٰ کے حضور پختہ وعدہ کریں۔ خدا تعالیٰ غفور الرحیم ہے انشاء اللہ ضرور صحت بخشے گا۔ کہتے ہیں جب میں راولپنڈی واپس گیا تو رات ڈیڑھ بجے کے قریب ایک رؤیا غیر زبان میں اس عاجز کو ہوئی جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ حیران ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور گر گیا اور التجا کی کہ اے خدا! تیری ذات ہر زبان پر قدرت رکھتی ہے۔ مجھے اس خواب کا مفہوم سمجھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت فرماتے ہوئے رات کے اڑھائی بجے کے قریب میری زبان پر جاری کر دیا کہ ہیلدی ہیلدی ہیلدی (Healthy-healthy- healthy)۔ اس کئی بار کی آواز نے مجھے بیدار کر دیا کہ صحت ہوگئی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ اب تک مجھے بیس برس ہو گئے ہیں (جب یہ بیان کیا تھا۔) کبھی سر درد سے بھی بیمار نہیں ہوا۔ اور دیگر اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ہر امر میں کچھ ایسے سامان مہیا کئے گئے کہ اولاد پیدا ہونا شروع ہو گئی۔ (پہلے اولاد نہیں تھی۔) پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں عطا کی گئیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 1 صفحہ 164 تا 167۔ روایات حضرت شیخ عطاء اللہ صاحبؓ)

پھر ایک صحابی ہیں حضرت ملک برکت اللہ صاحبؓ پسر حضرت ملک نیاز محمد صاحبؓ۔ بیان فرماتے ہیں کہ اگرچہ میرے والد صاحب ملک نیاز محمد صاحبؓ 1897ء اور 98ء سے احمدی تھے اور میں بھی اُن کی اقتداء میں بچپن سے احمدی تھا تاہم 1904ء میں جبکہ میری عمر چودہ یا پندرہ سال کے لگ بھگ تھی، میں نے حضور کی خود بیعت کی۔ جب کوئی شخص بیعت کرتا تھا، ہم بھی بار بار بیعت کر لیتے تھے تاکہ ہم حضور کی اس دعا میں جو حضور علیہ السلام بعد بیعت فرمایا کرتے تھے، شامل ہو جائیں۔ بعض وقت بہت آدمی بیعت کرنے والے ہوتے تھے تو لوگ اپنی اپنی پگڑیاں اُتار کر حضور کے ہاتھ تک پہنچا دیا کرتے تھے اور ان پگڑیوں کو سب لوگ پکڑ لیتے تھے اور اس طرح بیعت ہو جاتی تھی۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 3 صفحہ 227 تا 228۔ روایات حضرت ملک برکت اللہ صاحبؓ)

حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحبؓ کی روایت ہے، بیان کرتے ہیں کہ میں 28/ جولائی 1879ء کو پیدا ہوا اور بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام 30/ جون 1905ء کو کی اور وصیت 23/ جولائی 1928ء کو کی۔ پھر اپنا وصیت نمبر بھی لکھا ہے 2898۔ کہتے ہیں جماعت احمدیہ نیروبی کا پریذیڈنٹ اکتوبر 1924ء سے دو سال تک رہا۔ پھر انتظامیہ کمیٹی کا ممبر رہا۔ جماعت احمدیہ نیروبی کا پندرہ سال سے محاسب ہوں۔ (جب یہ بیان فرما رہے ہیں تو اُس وقت فرماتے ہیں کہ پندرہ سال سے محاسب ہوں) اور تین سال سے سیکرٹری وصایا وضیافت ہوں۔ میں اس ملک میں 1900ء کی فروری میں ڈاکٹر رحمت علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، صوفی نبی بخش صاحب اکاؤنٹنٹ اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب وغیرہ کے زمانے میں آیا۔ ڈاکٹر رحمت علی صاحب کے اخلاق فاضلہ، شفقت اور ہمدردی کو دیکھ کر کثرت سے لوگ سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہوتے دیکھے۔ یہی پہلا موقع تھا جب اس ہادیٔ زمانہ کے پیغام کی آواز میرے کانوں نے سنی۔ (اب یہ دیکھیں کہ ایک شخص کے صرف اخلاق فاضلہ جو ہیں اور شفقت جو ہے اور انسانی ہمدردی جو ہے اُس کو دیکھ کر بہت سارے لوگوں کو توجہ پیدا ہوئی کہ کونسا مذہب ہے، کون شخص ہے اور پھر احمدی ہوئے۔) بہرحال کہتے ہیں کہ میں نے اپنی قسمت کے مقدمے کو بارگاہ ایزدی میں پیش کر دیا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری قسمت میں کیا ہے) اور نہایت تضرع، ہمت اور استقلال سے ہر روز تہجد میں دعا مانگنی شروع کر دی کہ اے میرے پیارے رب اور غیب کے جاننے والے خدا! میری فریاد سن اور میری رہبری کر اور مجھے اُس راستے پر چلا جو تیرے علم میں صحیح ہو تاکہ میں کہیں راہ ہدایت سے دور نہ پھینکا جاؤں۔ کیونکہ میں خود تو عاجز، کمزور، گناہگار اور کم علم ہوں، وغیرہ وغیرہ۔ پس کہتے ہیں کہ میرے مولیٰ نے میری فریاد سن لی اور سچی خوابوں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پھر مجھے نہایت صفائی سے دو خوابیں دکھلائی گئیں جن کی بنا پر مَیں نے کریگو (غالباً کریچو ہوگا) سٹیشن سے جو کسومو ضلع میں واقع ہے اور جرمن ایسٹ افریقہ کی سرحد پر ہے اور جہاں کے ہسپتال کا میں انچارج تھا۔ مؤرخہ 30/ جون 1905ء بذریعہ خط خدا کے پیارے محبوب کی بیعت کی۔ کہتے ہیں بیعت کرنے کے بعد پھر کیا تھا۔ عبادت میں وہ لطف آنا شروع ہوا جو میرے وہم وگمان میں نہ تھا۔ کیونکہ فرشتوں کے نزول پاک کا زمانہ تھا اور ہر ڈاک میں پیارے مسیح موعود علیہ السلام پر تازہ وحی ہوتی اور پوری ہوتی سنی جاتی تھی اور دل ہر وقت حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے تڑپتا رہتا تھا اور حد سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملنے کی بیقراری بڑھنی شروع ہوگئی۔ (کیونکہ خط کے ذریعہ سے بیعت کی تھی۔ دستی بیعت نہیں ابھی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں بہرحال) خدا خدا کر کے میری رخصت کا وقت قریب پہنچا۔ خدا نے میرے پیارے مسیح کے نذرانہ کی تحریک میرے دل میں ڈالی (کہ نذرانہ پیش کرنا ہے) تو اس کے لئے کہتے ہیں مَیں نے سوچا کہ چار شُتر مرغ کے انڈے لے جانے چاہئیں اور یہ فیصلہ کیا۔ مجھے اُن کے حاصل کرنے اور پَرمٹ لینے کے لئے جرمن پورٹ سے کوشش کرنی پڑی۔ کیونکہ ایسٹ افریقہ سے اجازت نہ دی جاتی تھی۔ کہتے ہیں کہ اکتوبر 1907ء کو میں اپنے وطن کو روانہ ہوا۔ گجرات پہنچنے پر میں نے اپنے والد صاحب مرحوم اور بھائی صاحب مرحوم کو سلسلہ احمدیہ کا مخالف پایا جن کے لئے ہر نماز میں پھر مَیں نے رو رو کر دعائیں مانگنی شروع کر دیں۔ کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے میری مدد کی اور میرے والد صاحب بمع چند اور دوستوں کے جلسہ سالانہ پر جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ (بڑی منت وغیرہ کی۔ دعائیں کیں تو خیر والد اور بھائی جلسہ پر قادیان جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ پھر کہتے ہیں) 1907ء کے جلسہ سالانہ پر اپنی گجرات کی جماعت کے ساتھ ہم قادیان شریف کی پیاری بستی میں جا پہنچے۔ میں نے پہنچتے ہی عجیب نظارہ دیکھا کہ سب جماعتیں اور بڑی بڑی بزرگ ہستی کے احباب حضرت اقدس کی ملاقات کے لئے سخت بیقرار اور ترس رہے ہیں اور ملاقاتوں کے لئے سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ میری حیرت اور فکر کی انتہا نہ رہی کیونکہ میں ایک مسافر کی حیثیت میں ایک دور دراز ملک سے تھوڑے عرصے کے لئے گیا تھا اور ملاقات کے لئے دو سال سے تڑپ رہا تھا اور یہ میری دلی آرزو تھی کہ حضرت اقدس کی ملاقات کا موقع تنہائی میں میسر آئے جو بات بنتی نظر نہ آتی تھی۔ (کیونکہ رَش بہت تھا، لگتا نہیں تھا کہ تنہائی میں ملاقات ہو سکے گی) کہتے ہیں ہماری جماعت احمدیہ گجرات لنگر خانے میں کھانا کھانے میں مصروف تھی اور میں ملاقات کی فکر میں اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے مسجد مبارک کے نیچے کی گلی سے گزر رہا تھا کہ ایک بھائی کو اُس رستہ سے گزرتے ہوئے دیکھ کر مَیں نے پوچھا (کوئی شخص وہاں کھڑا تھا) کہ مَیں دور دراز ملک سے آیا ہوں اور چاہتا ہوں کہ حضرت اقدسؑ سے تنہائی میں ملاقات ہو جاوے۔ آپ مجھے کوئی طریقہ بتا دیویں۔ انہوں نے فرمایا اس دروازے میں ایک مائی بوڑھی حضرت اقدسؑ کی خادمہ اکثر آتی جاتی ہے۔ اُس سے کہیں۔ (ایک بوڑھی سی مائی ہے اُس سے کہو) ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ خادمہ نظر آ گئی۔ میں نے بھاگ کر کہا کہ مائی جی میں بہت دور دراز ملک سے آیا ہوں اور حضرت اقدس کی تنہائی میں ملاقات کا اشتیاق ہے۔ مہربانی ہو گی اگر حضور کی خدمت میں مسافر کا پیغام پہنچا دیویں۔ مائی صاحبہ نے نہایت شفقت اور خوشی سے کہا کہ ذرا ٹھہرو۔ مَیں آتی ہوں۔ وہ جاتے ہی واپس آ گئی اور خوش خبری سنائی کہ میری مراد پوری ہو گئی ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا ہے اوپر آ جائیں۔ میں جھٹ بھاگ کر اپنے والد صاحب مرحوم کو بمع دوسرے چند غیر احمدی دوستوں کے جو میرے ہمراہ تھے، بلا کر لے آیا اور جونہی ہم اوپر گئے۔ ایک صحن میں کھڑے ہی ہوئے تھے کہ کھڑکی کا دروازہ کھلا اور حضرت اقدس نے باہر آتے ہی السلام علیکم کہا۔ افسوس ہم کو پہلے السلام علیکم کہنے کا موقع نصیب نہ ہوا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہل کی۔) کہتے ہیں میرے والد شریف مرحوم باوجود مخالف ہونے کے حضور کے قدموں میں گر پڑے۔ حضور نے ازراہِ کرم اپنے دستِ مبارک سے اُن کے سر کو اُٹھا کر کہا کہ سجدہ کی لائق ذات باری ہے۔ بندوں کے آگے نہیں جھکا کرتے، صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں۔ پھر اس عاجز نے شتر مرغ کے چار انڈے بطور نذرانہ پیش کئے۔ حضور نے ازراہِ کرم منظور فرمائے اور نہایت شفقت اور محبت سے میرے افریقہ رہنے اور سفر وغیرہ کے حالات دریافت کئے اور میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے کر فرمایا کہ اس دنیا میں دل نہیں لگانا چاہئے۔ اور پھر فرمایا کہ اپنے آپ کو اُس مسافر کی حیثیت میں سمجھنا چاہئے جیسے کوئی مسافر خانے میں ٹکٹ لے کر گاڑی کا انتظار کر رہا ہو۔ اور مجھے کثرت سے استغفار پڑھنے کے لئے حضور نے تاکید فرمائی اور فرمایا کہ باقاعدگی سے خطوں میں دعا کے لئے لکھتے رہا کرو۔ پھر حضور نے میرے والد شریف کی بمع دو تین اور غیر احمدیوں کے جو میں ہمراہ لے گیا تھا، بیعت لی۔ (یا تو مخالف تھے یا ایک ملاقات میں ہی سب بیعت پر راضی ہو گئے) اور اس قدر رو کر دل سے ہمارے لئے دعا فرمائی۔ (بیعت کے بعد جو دعا ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس قدر رو کے دعا کی) کہ حضور کی آنکھیں پُرآب ہو گئیں اور ہمارے لئے آنسوؤں کو روکنا مشکل ہو گیا۔ دل اس قدر نرم اور گداز ہو گیا کہ آج دن تک (یعنی آج کے دن تک) بھی حضور کے دستِ مبارک میں ہاتھ دینا، حضور کا نورانی چہرہ دیکھنا، حضور کی شفقت بھری شرمیلی آنکھوں کا پُرآب ہونا اور مجھ عاجز، کمزور گناہگار کے لئے ہدایت، استغفار کرنا اور بار بار دعا کے لئے لکھنے کی ہدایت کرنا جب یاد آتا ہے تو طبیعت پر بجلی سا اثر ہو کر آنسوؤں کا تار بندھ جاتا ہے۔ وہ کیسا مبارک زمانہ تھا۔ مخالفت کے زبردست پہاڑ، سمندر، طوفان خدا کے پیارے نبی کی دعاؤں سے اُڑنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (مَیں نے یہ جو مخالفت کے پہاڑ تھے، خدا کے پیارے نبی کی دعاؤں سے ان کے اُڑنے کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا) اور اشد ترین دشمن کو مقابلے پر آنے سے لرزاں دیکھا۔ غیروں کے علماء وفضلا تو درکنار سلسلہ حقہ احمدیہ کے عالموں کا علم بھی اس چودھویں کے چاند تلے اندھیرے کا کام دے رہا تھا اور کسی کو کسی مسئلے پر حضور کی موجودگی میں دَم مارنے کی جرأت نہ ہوتی تھی۔ الغرض بیعت کی۔ دعا کے بعد حضور نے مصافحہ سے سرفراز فرمایا اور اجازت دے دی۔ جب جماعت احمدیہ گجرات کے احباب نے مع نواب خان صاحب تحصیلدار میری

اس ملاقات کا ذکر سنا تو رَشک سے کہنے لگے کہ ہم کو کیوں نہ ساتھ لے گئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 1 صفحہ 178 تا 182۔ روایات حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحبؓ)

پھر ایک روایت حضرت ماسٹر عبدالرؤوف صاحبؓ ولد غلام محمد صاحب کی ہے۔ ان کا سن بیعت 1898ء ہے اور اسی سال انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت بھی کی۔ کہتے ہیں کہ شروع زمانے میں جبکہ میری عمر بچپن کی تھی اور اُس وقت بھیرہ ہائی سکول میں تعلیم پاتا تھا۔ اُس وقت یہ چرچا ہمارے بھیرہ میں ہوا کہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں ہوتے ہوتے ہمارے محلے میں بھی اسی طرح خبر پہنچی کہ ایک شخص جس کا نام مرزا غلام احمد ہے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کہتے ہیں میں تو بچہ تھا اتنا علم نہ تھا۔ مگر میرا بھائی جس کا نام غلام الٰہی ہے اُس نے کتابیں پڑھ کر مرزا صاحب کی بیعت کر لی اور اُس کا نام 313 صحابہ میں درج ہے۔ (ان کا نام انجام آتھم میں جو فہرست ہے اُس میں 249 نمبر پر مستری غلام الٰہی صاحب بھیرہ کے نام سے درج ہے۔) بہرحال کہتے ہیں میرے بھائی نے اپنے گھر کے تمام آدمیوں کے نام بیعت میں لکھوا دیئے۔ اُس وقت میں بھی مرزا صاحب کی کتابیں اور اشتہار جو محلے میں آتے، پڑھا کرتا تھا اور اپنی مسجد میں بھی رات کے وقت پڑھ کر سناتا۔ گنگا بشن اور عبداللہ آتھم تو اب تک یاد ہے۔ (جو بھی اشتہار ان کے بارے میں تھے۔) بہرحال مجھے بھی مرزا صاحب کو ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ یعنی مجھے شوق پیدا ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملوں اور مَیں مغرب کی نماز کے بعد وہیں بھیرہ میں ہی ایک پُل پر بیٹھ کر دعائیں کیا کرتا تھا کہ اے الٰہی! اگر مرزا سچا ہے تو مجھے بھی قادیان پہنچا اگر جھوٹا ہے تو اسی جگہ بٹھا۔ (یعنی بھیرہ میں ہی رہوں، پھر مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔) لکھتے ہیں کہ دسویں جماعت کا امتحان میں نے راولپنڈی میں دیا (جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن 1311ھ میں ہوا تھا۔ وہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اُس وقت میں مڈل کی جماعت میں پڑھتا تھا۔) جب میں امتحان سے سن 98ء میں (1898ء میں) فارغ ہو چکا تو میرا بھائی غلام الٰہی مجھ کو قادیان میں اپنے ہمراہ لایا۔ اُس وقت میں نے مرزا صاحب کی دستی بیعت کی۔ اُس وقت چھوٹی سی مسجد تھی۔ کچھ دن رہ کر پھر میں اپنے بھائی کے ساتھ بھیرے میں واپس چلا آیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب میرے بھائی کے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے میرے بھائی کو لکھا کہ اپنے بھائی عبدالرؤوف کو قادیان بھیج دو۔ آخر خدا کے فضل سے 1899ء میں پھر دوبارہ قادیان پہنچا اور مولوی صاحب اور حضرت صاحب کی ملاقات کی۔ مولوی صاحب کو میری تعلیم کا علم تھا۔ اور میں غریب آدمی تھا۔ (یعنی یہ پتہ تھا کہ جو اس زمانے کی تعلیم تھی اُس کے مطابق مَیں پڑھا لکھا ہوں۔ لیکن غریب آدمی بھی ہوں اس لئے مولوی صاحب نے مدرسے میں مجھے ملازمت کی جگہ دے دی جو سن 1899ء میں آٹھ روپے ماہوار پر دوم مدرس پرائمری کے عہدے پر مقرر رہا۔ اُس وقت چھ سات جماعتیں تھیں۔ مڈل کی کلاس نہیں ہوتی تھی۔ آخر مَیں نے مدرّسی کا کام سن 1902ء تک کیا۔ اُس زمانے میں مولوی شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ تھے۔ پرائمری طلباء کو تعلیم بھی دیتا اور پانچوں نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ ادا کرتا جبکہ اُس وقت مولوی عبدالکریم صاحب امامت کراتے تھے۔ پانچوں نمازوں میں حضرت صاحب کی مجلس میں بیٹھتا۔ جب گھر سے تشریف لاتے تو حضرت صاحب نماز پڑھنے سے پہلے اپنے الہامات، کشف، رؤیا اور خوابیں سناتے۔ میں بھی اُن سے حظ اُٹھاتا۔ نماز کے وقت موقع پا کر پاؤں دباتا، مٹھی چاپی کرتا۔ کچھ عرصہ تو حضرت صاحب مغرب کے وقت کھانا مسجد میں کھاتے اور میں بھی مہمانوں کے ساتھ مسجد میں کھانا کھاتا۔ حضرت صاحب کا جوٹھا وغیرہ بھی کبھی کبھی بطور تبرک کے چکھ لیتا۔ مغرب کی نماز کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک کی شاہ نشین پر بیٹھتے۔ رنگا رنگ کے کلمات الٰہیہ، کشف اور خوابیں سناتے۔ علیٰ ھذا القیاس۔ مسٹر ڈوئی، چراغ دین جمونی اور مولوی کرم دین ساکن بھیں کے متعلق الہامات اور خوابیں بھی ہوتیں۔ یہ بیان فرماتے۔ یہ تمام باتیں کتابوں میں شائع ہو چکی ہیں۔ دوبارہ تحریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ماسٹر عبدالرؤوف صاحب کے بارے میں مزید وہاں حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ یہ صدر انجمن احمدیہ کے پینشنر تھے، سابق ہیڈ کلرک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ 1899ء میں یہ سکول میں آئے، 1902ء تک یہ ٹیچر رہے۔ اُس کے بعد دفتر ریویو آف ریلیجنز میں کام کیا۔ پھر چھ (1906ء) سے ستائیس سن (1927ء) تک ہائی سکول کے ہیڈ کلرک رہے۔ یہ کہتے ہیں کہ مسیح موعود کو میں اُس وقت سے مانتا تھا جس زمانے میں چاند گرہن اور سورج گرہن ہوا تھا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 7 صفحہ 89-88۔ روایات حضرت ماسٹر عبدالرؤوف صاحبؓ)

پھر ایک روایت حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحبؓ ولد مولوی محمد عبداللہ صاحب کی ہے۔ ان کا بیعت کا سن 1904ء ہے۔ کہتے ہیں قبل اس کے کہ میں اپنی بیعت اور چشم دید حالات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کروں، ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنے والد صاحب مرحوم جناب مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب مغفور صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات بیان کروں۔ (ان کے واقعات بھی بڑے دلچسپ ہیں کیونکہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بڑا امتحان لینے کی کوشش کی تھی اور پھر جب ہر طرح سے تسلی ہوگئی تو پھر انہوں نے بیعت کی تھی۔ بہرحال کہتے ہیں) کیونکہ آپ نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی اور آپ کے بہت سے چشم دید واقعات تھے جو قلمبند نہیں ہو سکے اور آپ رخصت فرما گئے (یعنی وفات پا گئے) لہٰذا ضروری ہوا کہ حسب مقولہ اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ۔ (اور فارسی میں کہتے ہیں کہ) وَچیزے کہ پدر تمام نہ کُند پسرش تمام کُند۔ (یعنی کہ جو کام باپ نہیں کر سکا وہ بیٹا مکمل کرے)۔ وہ حالات بیان کر دوں۔

تو کہتے ہیں بہرحال جناب والدم بزرگوار مولوی محمد عبداللہ صاحب ساکن موضع بھینی ڈاکخانہ شرقپور ضلع شیخوپورہ اہل حدیث خیال کے تھے اور قوم کے بہت بڑے لیڈر تھے۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے اُن کو انجمن اہل حدیث کا ڈپٹی کمشنر تجویز کیا ہوا تھا۔ اُس علاقے میں یہ بہت بڑے لیڈر سمجھے جاتے تھے اور ان کی نمائندگی کیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں آپ کی شہرت کی وجہ سے موضع تھے غلام نبی ضلع گورداسپور والوں نے جو اہلحدیث تھے، آپ کو اپنے پاس بلایا اور انہوں نے ذکر کیا کہ ہمارے قریب ایک قصبہ قادیان ہے جہاں حضرت مرزا غلام احمد صاحب رہتے ہیں اور الہام کے مدعی ہیں اور انہوں نے ایک لڑکے کے متعلق پیشگوئی کی ہوئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی اور ازاں بعد ایک لڑکا پیدا ہوا (یہ پیشگوئی مصلح موعود کا ذکر کر رہے ہیں۔ غیر احمدی مولویوں نے ان کو کہا کہ پہلے تو لڑکی پیدا ہوئی اور پھر لڑکا پیدا ہوا جو کچھ دنوں کے بعد فوت ہو گیا۔ چلو ایسے شخص سے چل کر مناظرہ کیا جائے۔ (ان کے نزدیک یہ الہام وغیرہ یا وحی وغیرہ نہیں ہو سکتی تھی جس کی پیشگوئی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی۔ تو ان کو بلایا گیا کہ چلیں مناظرہ کریں۔) چنانچہ آپ ان دنوں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی دعویٰ نہ تھا صرف الہام کا سلسلہ جاری تھا اور حضور کتاب براہین احمدیہ لکھ رہے تھے قادیان میں تشریف لائے۔ (ان کے والد جن کا یہ ذکر کر رہے ہیں) اور حضور سے پیشگوئی مذکورہ بالا کے متعلق بھی گفتگو ہوئی (یعنی پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں گفتگو ہوئی۔) اور سوال کیا کہ اگر آپ کے الہامات صحیح ہوتے تو لڑکے والی پیشگوئی کیوں پوری نہ ہوتی۔ پہلے لڑکی پیدا ہوئی پھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ بھی مر گیا۔ کیا یہ پیشگوئیاں اسی قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ تو کہتے ہیں میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے کہ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے متعلق کوئی پیشگوئی فرمائی تھی؟ تو مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حج کے بارے میں پیشگوئی ہے، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر فرمایا کیا پھر وہ اسی سال ہی پوری ہو گئی تھی اور آپ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حج کر کے واپس تشریف لے آئے تھے؟ تو اس پر ان کے والد مولوی صاحب نے کہا کہ اگر اُس سال حج نہ ہوا تھا تو اُس سے اگلے سال تو ہو ہی گیا تھا۔ حضرت صاحب نے (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے) کہا کہ مَیں نے کب کہا تھا کہ اسی سال لڑکا پیدا ہو جائے گا۔ یہ خدا کی پیشگوئی ہے جو پوری ہوگی اور ضرور پوری ہوگی، خواہ کسی سال ہی پوری ہو کیونکہ اس کا ایک عرصہ ہے۔ (معین ایک سال تو نہیں تھا، اس کا عرصہ بتایا گیا تھا۔) اس پر سلسلہ کلام ختم ہوا اور مولوی صاحب نے کوئی نیا سوال نہ کیا۔ مگر اس اعتراض پر اُن کا اصرار رہا کہ آپ کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ (لیکن بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے بعد اپنے اشتہار جو 22 رمارچ 1886ء میں دیا تھا اُس میں حد بندی بھی کر دی تھی کہ وہ موعود نو برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا اور پھر یکے بعد دیگرے کئی ایک اشتہارات میں اُس کا ذکر بھی فرمایا تھا۔ بہرحال یہ خود ہی آگے کہتے ہیں کہ وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی پیدا ہوئے۔ پھر آگے ذکر کرتے ہیں کہ) چونکہ مولوی صاحب موصوف (یعنی ان کے والد جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بحث کرنے آئے تھے) علوم عربی و فارسی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے اور علوم صرف و نحو، منطق، بدیعی، بیان وغیرہ میں لاثانی انسان تھے، اپنے علم کے خیال میں اس نکتۂ معرفت اور جواب باصواب سے انہوں نے کوئی استفادہ نہ کیا، (یعنی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بحث ہوئی تھی، اُس سے وہ کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکے) اور یہ سچ ہے کہ کُلُّ اَمْرٍ مَرْھُوْنٌ بِاَوْقَاتِھَا۔ کہ ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اُس وقت آپ انکار پر مصر رہے۔ (وہیں انکار پر اصرار کرتے رہے۔) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات نہیں مانی۔ حضور نے آپ کے علم کا موازنہ فرما کر اپنی کامل مہربانی سے آپ کو یہ بھی فرمایا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی باتوں سے اندازہ لگا لیا کہ آپ صاحب علم آدمی ہیں تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا) کہ مولوی صاحب! مَیں نے ایک کتاب بنام براہین احمدیہ مخالفین کے اعتراضات کے جواب میں لکھی ہے اور اس میں دس ہزار روپے کا چیلنج بھی دیا ہے جو آجکل طبع ہونے والا ہے۔ اگر آپ یہاں ٹھہر جائیں اور طباعت کے لئے اس کے پروف دیکھ لیا کریں تو بہت اچھا ہو، اس کا حق الخدمت بھی آپ کو دیا جائے گا۔ (جو بھی اجرت بنتی ہے) یہ مولوی عبدالعزیز صاحب اپنے والد صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ افسوس کہ آپ نے اُسے تسلیم نہ کیا اور خالی واپس چلے گئے اور اسی انکار پر قریباً پندرہ سولہ برس گزر گئے۔ مگر (تسلیم نہ کیا۔ لیکن ہمیشہ یہ ہوتا تھا کہ) آپ کی فطرت میں بہرحال ایک نیکی تھی۔ کہتے ہیں کہ سعادت بھی تھی فطرت میں اور نیکی بھی تھی۔ جب کوئی شخص حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو گالی دیتا یا توہین سے یاد کرتا تھا تو آپ اُسے روکتے اور فرماتے کہ خدا تعالیٰ نے تو کفار کے بتوں کو بھی گالی دینے سے منع کیا ہے۔ پس یہی یا بعض اور خوبیاں تھیں جو آپ کے وجود میں تھیں اور آپ کی ہدایت کا موجب ہوئیں۔

پھر بیان کرتے ہیں غرض اسی خاموشی میں جب وقت گزر گیا۔ 1902ء کا زمانہ آ گیا۔ (پندرہ سولہ سال کا عرصہ گزر گیا اور 1902ء آ گیا۔) اس اثناء میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب جنگ

مقدس اور آئینہ کمالات اسلام کا مطالعہ کر چکے تھے جس کی وجہ سے کئی سوالات کا تو تصفیہ ہو گیا (جو آپ کے یعنی مولوی صاحب کے ذہن میں سوال اُٹھتے تھے۔ یہ دو کتابیں پڑھنے کے بعد بہت سارے سوالوں کا جواب آ گیا) لیکن کئی نئے اعتراض بھی پیدا ہو گئے۔ چنانچہ آپ نے اکیس سوالات نوٹ کر لئے۔ (جو اعتراضات پیدا ہوئے وہ اکیس سوالات کی صورت میں نوٹ کئے) اور 1902ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناظرے کے لئے قادیان کو روانہ ہو گئے کہ وہاں جا کر میں مناظرہ کروں گا اور براہِ راست مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ (کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ وہاں کے رہنے والوں میں سے کسی سے کچھ نہیں پوچھا، سیدھے گئے اور مسجد مبارک میں تشریف لے گئے۔ اُس کی بھی ایک وجہ تھی جو آگے بیان ہو گی) اور کسی نماز کے وقت پہنچے (اور نماز باجماعت ادا کی۔) اس لئے کسی کو نہیں بتایا کیونکہ مشہور یہ تھا کہ مرزا صاحب نے چند ایجنٹ رکھے ہوئے ہیں جو آنے والے مہمان سے سب کچھ پوچھ لیتے ہیں، جس طرح پیروں کی عادت ہوتی ہے اور اندر خبر پہنچا دیتے ہیں اور مرزا صاحب جس کمرے میں رہتے ہیں اُس کے کئی دروازے ہیں۔ عجیب عجیب کہانیاں بنائی تھیں۔ اور ہر ایک غرض کے لئے علیحدہ علیحدہ دروازہ تجویز کیا ہوا ہے۔ مرزا صاحب کے پاس جب مہمان اندر جاتا ہے تو چونکہ مرزا صاحب کو پہلے ہی اطلاع پہنچی ہوئی ہوتی ہے، آپ جاتے ہی پوچھتے ہیں کہ آپ کا یہ نام ہے اور آپ فلاں جگہ سے فلاں کام کے لئے آئے ہیں، وغیرہ وغیرہ اور ایسی باتوں سے مہمان کو یقین ہو جاتا ہے۔ (یہ کہانیاں مشہور تھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں اس لئے انہوں نے کچھ نہیں بتایا۔) تو لکھتے ہیں ایسی باتوں سے اس مہمان کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ یقیناً ولی اللہ ہے جو خود بخود ہی سب کچھ بیان کر رہا ہے۔ غرض اُس وقت یہ خیال مولوی صاحب کے دل میں بھی تھا۔ (یہ جو مولوی صاحب گئے تھے ان کے دل میں بھی یہی خیال تھا) اور یہ خیال تھا کہ اگر مجھ سے کوئی پوچھے گا تو کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔ اسی واسطے آپ سیدھے مسجد میں آئے اور کسی سے کچھ نہیں پوچھا۔ (بعد میں خود ہی کہتے ہیں کہ یہ امر غلط ثابت ہوا اور مخالفین کا بہتان۔ خیر بہرحال) چونکہ اُس وقت نماز کا وقت تھا یا نماز ہو رہی تھی، آپ نے نماز باجماعت گزاری۔ بعد از نماز حضرت اقدس شاہ نشین پر رونق افروز ہوئے اور دوسرے احباب ادھر ادھر بیٹھ گئے۔ بعد از ملاقات السلام علیکم عرض کرنے کے مولوی صاحب نے چپکے سے حضرت صاحب کے پاؤں پکڑ کر دبانے شروع کئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ (ان کی نیت دبانے کی نہیں تھی، کچھ اور تھی، آگے بیان ہو گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان لینا اچھا نہیں ہوتا۔ فوراً اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں ڈال دیا کہ یہ دبانا اخلاص کا نہیں ہے بلکہ کوئی اور وجہ ہے۔ بہرحال کہتے ہیں کہ) یہ ایک نشان تھا جو حضو کی پہلی ملاقات میں ہی آپ نے (یعنی مولوی صاحب نے) ملاحظہ فرما لیا۔ اور آپ کو ایمانی روح حاصل کرنے کے لئے ممد ہوا۔ (بیٹا اپنے باپ کے بارے میں کہہ رہا ہے۔ خیر) الحمد للہ علیٰ ذالک۔ پھر لکھتے ہیں کہ بات یہ تھی جناب مولوی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ایک حدیث یا روایت میں دیکھا تھا کہ حضرت امام مہدی کی صداقت کا ایک نشان یہ ہو گا کہ آپ کے پاؤں میں (پنجابی میں لکھا ہوا ہے) لپّا یا گڑھا نہیں ہو گا بلکہ سیدھے ہوں گے flat footed جو ہوتے ہیں اُس طرح، زیادہ تلوے میں گڑھا نہیں ہو گا۔ تو آپ نے اسی خیال سے حضور کے پاؤں کو پکڑا۔ (دبانے کی نیت سے نہیں پکڑا تھا یہ دیکھنے کے لئے کہ گڑھا ہے کہ نہیں) اور اُس کے پکڑنے سے دو نشان ملاحظہ فرمائے۔ ایک تو یہ کہ حضور کے پاؤں میں حسب ارشادِ نبوی فی الواقع وہ گڑھا نہیں تھا۔ دوم خود ہی حضور نے فرما دیا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تو کسی نے نہیں بتایا تھا۔ جبکہ بیسیوں آدمی حضور کے پاؤں وغیرہ دبایا کرتے تھے مگر یہ لفظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی نہیں فرمایا تھا جو اُس وقت آپ نے فرمایا کہ خدا کے نبیوں کا امتحان کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ یہ کیسے خیال پیدا ہو گیا کہ اُس وقت دبانے والا امتحاناً دبا رہا ہے۔ اور اس وقت یقیناً تھا بھی امتحانی دبانا۔ پس یہ ایک بین نشان تھا جو آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ایمانی تازگی حاصل کی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّد۔ پھر لکھتے ہیں کہ اس کے بعد مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے چند سوالات ہیں اگر حکم ہو تو عرض کروں۔ حضور نے اجازت فرمائی۔ مولوی صاحب نے پہلا سوال پیش کیا جو مولوی صاحب اور حضرت اقدس کے کلام کا جو سلسلہ ہے اُسی طرح لکھا جاتا ہے۔

مولوی صاحب پوچھتے ہیں کہ: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کی ایک حاضنہ (دائی) تھیں، (کھلانے والی تھیں) حضرت ایمن جن کا نام تھا جن کو حضور روزانہ یا اکثر دفعہ آپ کے پاس پہنچ کر اپنی تازہ وحی سے مشرف فرمایا کرتے تھے جس سے آپ مسرور رہتی تھیں۔ (وحی سن کے خوش ہوا کرتی تھیں) حتی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ جانشین مقرر ہوئے۔ آپ بھی ایک دن والدہ صاحبہ سے یعنی اُمّ اَیمن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو والدہ صاحبہ رونے لگ گئیں۔ آپ نے فرمایا کیا آپ اس لئے روتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے۔ یہ سنت اللہ تھی جو پوری ہوئی۔ امّاں جان نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں اس لئے روتی ہوں کہ اِنْقَطَعَتِ الْوَحْیُ۔ کہ آج وحی منقطع ہو گئی۔ پس جب اماں جان صاحبہ انقطاع وحی کی قائل ہیں تو آپ کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کے قائل ہو سکتے ہیں؟ یہ اُن کا سوال تھا۔ بڑی لمبی تمہید کے بعد یہ سوال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو انقطاعِ وحی ہو چکا ہے تو اب کس طرح وحی ہو سکتی ہے؟ آپ کہتے ہیں مجھے وحی ہوتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا آپ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ کے ماتحت تسلیم کرتے ہیں کہ یہ امت خیر امت ہے۔ مولوی صاحب نے کہا: ہاں مَیں مانتا ہوں۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ کیا آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ آیت اَوْحَیْتُ اِلَی الْحَوَارِیّٖنَ (المائدہ:112)، وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰی (القصص:8)، وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ (النحل:69) کے ماتحت مسیح کے حواریوں اور موسیٰ کی والدہ اور شہد کی مکھیوں وغیرہ کو وحی الٰہی ہوئی اور ہوتی ہے۔ مولوی صاحب نے کہا ہاں ضرور ہوتی تھی اور ہوتی ہے۔ (بڑا اچھا یہ ایک تبلیغی قسم کا مناظرہ چل رہا ہے۔)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو پھر کیا یہ امت مسیح کے حواریوں اور موسیٰ کی امت کی عورتوں اور حیوانوں سے بھی گئی گزری ہو گئی کہ اُنہیں تو وحی ہوئی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو جو خیرِ امت ہے، وحی نہ ہو۔

مولوی صاحب نے کہا۔ ان وحیوں کا تو قرآنِ کریم میں ذکر آیا ہے۔ کیا یہ بھی کہیں ذکر آتا ہے کہ اس امت محمدیہ میں بھی وحی ہو گی؟ اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جبکہ آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پہلی امتوں میں وحی ہوتی رہی ہے اور ادھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں دعا سکھلائی ہے جس کے بغیر آپ کا یقین ہے کہ نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اس کا پڑھنا فرض ہے۔ فرمایا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ (الفاتحۃ:6)۔ یعنی خدایا تو ہمیں اُن لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا اور وہ ایمان ہمیں بھی عطا فرما۔ پس جب اُن لوگوں میں وحی کا انعام موجود ہے، تو دعا کے نتیجے میں اس امت میں کیوں وحی نہ ہو گی۔ دوسرے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ آپ نے آیت کا حوالہ دیا کہ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حٰم سجدہ:31)۔ یعنی جن لوگوں نے کہہ دیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر مستقیم ہو گئے، استقامت اختیار کی، ثابت قدم ہوئے، اُن پر خدا کے ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ مت خیال کرو اور مت غم کرو اور تمہیں اُس جنت کی بشارت ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس آیت سے نزولِ وحی بوساطت ملائکہ ضروری ہے جو اس امت کے مومنین اور اہلِ استقامت کے لئے ضروری ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تیسری بات، تیسری آیت کہ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (یونس:65) کہ مومنین خیر اُمّت کے لئے اس حیاتی دنیا میں بھی بشارتیں ملتی ہیں اور آخرت میں بھی ملیں گی۔ پس یہ بشارتیں وحی نہیں تو اور کیا ہے؟ پس اس ضمن میں حضور نے بہت سی اور بھی قرآنی آیات نزول وحی کے ثبوت کے طور پر پیش کیں۔

یہ مناظرہ جب ہو رہا تھا تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضور! یہ تو سچ ہے کہ ان آیات سے نزول وحی ثابت ہوتی ہے اور اس امت کے لئے ہے۔ جب قرآنِ کریم میں ثبوت وحی فی ھذہ الامۃ موجود تھا تو پھر حضرت امّاں جان نے یہ کیوں فرمایا کہ اِنْقَطَعَتِ الْوَحْیُ کہ آج وحی بند ہو گئی۔ کیا آپ کو ان آیات کا علم نہ تھا؟ حضرت اقدس
مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ مولوی صاحب! یہ تو بتلائیے کہ اس جگہ اَلْوَحْی پر اَل (الف لام) کیسا ہے۔ یہ اَلْ اُس وحی کی طرف اشارہ کر رہا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی۔ اور حضور ہر روز اماں جان کو سنایا کرتے تھے۔ پس وہ قرآنی اور شرعی وحی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا کرتی تھی وہ یقیناً بند ہو گئی تھی اور ہو چکی ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ اس قسم کی وحی قیامت تک کے لئے بند ہے جبکہ آیات قرآنیہ میں نزول وحی بالتصریح موجود ہے۔ مولوی صاحب اس پر ساکت ہو گئے اور آگے کوئی نیا سوال نہ کیا۔

(اکیس سوالوں میں سے بس ایک ہی سوال کیا اور بس پھر اُن کی تسلی ہو گئی) حضرت اقدس نے اس کے بعد پھر ایک بڑی مبسوط تقریر فرمائی۔ (بڑی لمبی اور دلائل سے پُر تقریر فرمائی) جس سے اُن جملہ اعتراضات کا خود ہی حل فرما دیا جو کہ مولوی صاحب نوٹ کر کے لائے تھے۔ (اب مولوی صاحب نے باقی سوال نہیں پوچھے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کے بعد جو تقریر فرمائی اُس میں ان سارے سوالوں کے جواب آ گئے کہ وہ جو نوٹ کر کے لائے تھے اور آپ کے ایک کھیسے میں (یعنی جیب میں) موجود تھے۔ اس ملاقات سے پہلے (انہوں نے ان سوالوں کا) کسی سے ذکر بھی نہیں کیا تھا۔ مولوی صاحب اُس وقت متعجب ہوئے اور سوچا کہ اگر اس شخص پر وحی کا نزول نہیں ہوتا تو آپ کو ان باتوں اور سوالات سے کس نے علم دیا جو آپ کے پاس لکھے ہوئے تھے، (یعنی جیب میں پڑے ہوئے تھے)۔ جب یہ دیکھا کہ میرے تو سارے سوال جو میری جیب میں پڑے ہوئے ہیں، ان کا جواب بھی بغیر پوچھے ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے دیا تو تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر حضور کو عرض کی کہ حضور ہاتھ کریں۔ مَیں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ پس آپ نے اُسی وقت خدا کے فضل سے بیعت کی اور اس کے بعد آپ کو کبھی بھی کوئی اعتراض حضور کی ذات پر پیدا نہیں ہوا اور آپ کے ایمان اور عرفان میں دن بدن ترقی ہوتی گئی۔ ازاں بعد حضرت خلیفہ اول ؓ کی بیعت میں بلا چون و چرا داخل ہو گئے۔ خلافت ثانیہ میں بھی (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی بھی بیعت کی) تب بھی کسی قسم کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

پھر یہ بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ جس وقت بیعت کر کے واپس تشریف لے گئے تو دو آبہ باری اور چناب کے اکثر لوگ جو آپ کے معتقدین میں سے تھے، (اُس علاقے میں جہاں آپ رہتے تھے۔ آپ کے معتقدین میں سے تھے) اور پہلے اُن کا خیال تھا کہ اگر مولوی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر لی تو ہم سب سلسلہ بیعت میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن ہوا کیا کہ جب آپ نے بیعت کر لی تو سب کے سب آپ کے دشمن ہو گئے اور آپ کے قتل کے منصوبے کرنے لگے۔ مگر آپ نے نہایت ثبات اور استقلال سے اُن کا مقابلہ کیا اور تبلیغ کا سلسلہ عاشقانہ رنگ میں جاری رکھا اور قریباً اٹھارہ سال تک آپ آنریری مبلغ رہے اور آپ کی معرفت خدا کے فضل سے قریباً تین سو آدمی یا اُس سے زیادہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ۔ غیر مطبوعہ۔ جلد 4 صفحہ 7 تا 17۔ روایات حضرت مولوی محمد عبد العزیز صاحبؓ)

تو یہ تھیں روایات۔ پس یہ چند واقعات ہیں جو اُن لوگوں کے بیان کئے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی روحانیت میں بھی مزید ترقی کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان بھی اُن میں مزید بڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے نئے زاویے بھی اُن کے سامنے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا اس کی وجہ سے آپؐ کے عاشق صادق سے وفا، اخلاص اور محبت بھی تمام دنیاوی رشتوں سے بڑھ کر اُبھری۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں پر ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے اور ہمیں بھی زمانے کے امام کی بیعت میں آنے کے بعد اس بیعت کا حق ادا کرنے والا بنائے اور ہم اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں اور اس طرف توجہ دینے والے ہوں۔

آنے سے پہلے ایک افسوسناک اطلاع بھی آئی تھی جس کی تفصیلات تو ابھی نہیں آئیں کہ کراچی میں شاید جمعہ کے بعد ہی ایک فیملی جا رہی تھی، وہ ناظم امور طلباء تھے۔ وہ خود موٹر سائیکل پر تھے اور ان کی باقی فیملی کے لوگ شاید گاڑی میں تھے تو ان پر فائرنگ ہوئی۔ یہ نوجوان تو شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ اور ان کے رشتے دار، والد اور دوسرے عزیز جو گاڑی میں سوار تھے وہ زخمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ شہید مرحوم کے درجات بلند کرے۔ تفصیلات باقی آئیں گی تو پھر صورتحال سامنے آئے گی۔ بہر حال یہ جو زخمی ہیں۔ پتہ یہی لگا ہے ان کی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ابھی خطرے سے باہر ہے لیکن بہر حال دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو ہر قسم کی پیچیدگی سے بچائے اور شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

اسی طرح گھٹیالیاں سے بھی ایک شہادت کی اطلاع آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کے درجات بلند کرے اور یہ جو زخمی ہیں جیسا کہ میں نے کہا ان کے لئے دعا کریں۔ ویسے بھی عمومی طور پر پاکستان میں آجکل جو حالات ہیں بہت دعائیں کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے بچائے۔

اس کے علاوہ ایک جنازہ بھی مَیں پڑھاؤں گا جو مکرمہ سیدہ امۃ الرحمن صاحبہ اہلیہ مکرم سید عبد الغنی شاہ صاحب مرحوم ربوہ کا ہے۔ جن کی وفات 15/اکتوبر کو ایک لمبی علالت کے بعد ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔ آپ حضرت قریشی عبد الرحمن صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیٹی تھیں۔ بڑی نیک، پابند صوم و صلوٰۃ، توفیق سے بڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لینے والی، بہت ملنسار اور مہمان نواز خاتون تھیں۔ سادہ مزاج، عاجزانہ زندگی گزارنے والی تھیں۔ جلسہ کے موقع پر پاکستان میں جب جلسے ہوتے تھے تو پچاس پچاس مہمان ان کے گھر میں آکر رہتے تھے اور یہ ان سب کے لئے لنگر خانے کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ کھانا ضرور پکاتی تھیں۔ اسی طرح ہر وقت چائے کے لئے انتظام رہتا تھا۔ بعض عزیزوں کی جو بچیاں ہیں ان کی شادیوں پر جب پتہ لگتا تھا، کہ غربت کی وجہ سے اُن کے والدین کی طرف سے کوئی زیور نہیں ملا، تو اُن کو اپنا کوئی نہ کوئی زیور دے دیا کرتی تھیں۔ جس کی وجہ سے اُن کے اپنے زیور بھی آہستہ آہستہ ختم ہو گئے۔ بچوں کو ہمیشہ جماعت کی خدمت کی ترغیب دلاتی رہتی تھیں اور اسی کا اثر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے بچے جماعت میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ موصیہ تھیں اور 1953ء میں نظام وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ ان کے بچوں میں دو بیٹے ان کے واقف زندگی ہیں۔ ایک وقفِ جدید میں وہاں معلم ہیں اور دوسرے عبد اللہ ندیم صاحب پہلے سپین میں تھے آجکل چلّی میں ہیں۔ وہ جنازے میں شامل بھی نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو، ان سب کو صبر اور ہمت اور حوصلہ دے۔ اور ان کی نیکیاں جاری رکھنے کی توفیق دے۔ اسی طرح ان کے ایک پوتے ہیں وہ بھی مربی سلسلہ ہیں اور ربوہ کی نظارت اشاعت میں آجکل کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح ان کے داماد منیر جاوید صاحب ہیں وہ یہاں پرائیویٹ سیکرٹری ہیں، تو چار افراد ان کے گھر کے واقفِ زندگی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اُن خواہشات کو جو ان کو اپنے بچوں کے بارے میں تھیں پورا کرے اور ان کی اولاد کو نیکیوں میں بڑھائے۔ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے۔ باقی بچیاں اور بچوں کو سب کو ہمت اور حوصلہ عطا فرمائے۔ ❁❁❁❁

Tanveer Akhtar 08010090714
Rahmat Eilahi 09990492230

ADEEBA APPAREL'S

Contact for all types Manufacturing of
SUITS & SHERWANI
House No. 1164, Gali Samosaan Farash Khana Delhi- 110006

حبذا۔ مخلصین جماعت احمدیہ بھارت حبذا

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے چندہ دہندگان تحریک جدید بھارت کو سال گذشتہ کے وعدوں اور وصولی کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مرحمت فرمودہ ٹارگیٹ کو غیر معمولی اضافے کے ساتھ پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس پر دلی خوشنودی کا اظہار کرتے ہوئے حضور پُرنور نے ۹ نومبر کو ارشاد فرمودہ اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں فرمایا ہے:۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈیا میں بھی مالی قربانی کا معیار بہت بڑھ رہا ہے۔ گو مرکز وہاں کافی خرچ کرتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود خود بھی اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب قربانی کرنے والوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ امراء اور امیر جماعتیں جو ہیں، وہ اپنے کمزور بھائیوں اور چھوٹی جماعتوں کو ہمیشہ اپنے ساتھ آگے بڑھانے اور جماعتی ترقی کی روح قائم رکھنے والے ہوں۔ تاکہ اسلام کی حقیقی روح دنیا میں جاری ہو۔ کیونکہ ہم سب اکٹھے دنیا میں قدم بڑھائیں گے تو تبھی اسلام کا دنیا میں حقیقی پیغام پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ کرے کہ مسلم اُمہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عاشق صادق کو پہچاننے والی ہو۔ تاکہ دنیا میں حقیقی بھائی چارے اور محبت کی فضا قائم ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا پر لہرانے لگے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔'' (بشکریہ الاسلام ویب سائٹ)

مزید برآں حضور پُرنور نے از راہ شفقت خاکسار وکیل المال تحریک جدید کو رقم فرمودہ مکتوب گرامی زیر نمبر QND-5055 29-11-2012 میں چندہ تحریک جدید میں نمایاں ادائیگی کرنے والے مخلصین جماعت کو ان دعائیہ کلمات سے بھی سرفراز فرمایا ہے:

''آپ کا خط ملا، جس میں آپ نے چندہ تحریک جدید میں نمایاں مالی قربانی کرنے والے احباب و خواتین کی فہرست اور ایمان افروز واقعات بھجوائے ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

اللہ تعالیٰ چندہ تحریک جدید میں نمایاں ادائیگی کرنے والے ان سب احباب جماعت کے اموال و نفوس میں بہت برکت دے، مالی فراخی عطا فرمائے، بے پایاں فضلوں سے نوازے، دونوں جہان کی حسنات عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر آگے بڑھاتا چلا جائے، آمین۔''

وکالت مال تحریک جدید جملہ معاونین و کارکنان اور رضا کاران کی خدمت میں ان کے بھرپور مخلصانہ تعاون کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے اس گرانقدر اعزاز کے حصول پر پُرخلوص دلی مبارکباد پیش کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی بیش از بیش توفیق عطا کرتے ہوئے پیارے آقا کی توقعات پر پورا اترنے کی سعادت بخشے اور اپنے بے پایاں فضلوں، رحمتوں اور برکتوں سے نوازے۔ آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید۔ قادیان)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف جھوٹے مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمارے ان بھائیوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

تصحیح: اخبار بدر کے شمارہ نمبر 15/8 نومبر 2012ء کے صفحہ 12 پر سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کیپٹل ہل کے سامنے موجود تصویر کی تاریخ سہواً 27 جولائی درج ہے جبکہ درست تاریخ 27 جون ہے۔ تصحیح کی صرف توجہ کیلئے ہم محمد امین اظہار صاحب ہاری پاری گام کے مشکور ہیں۔ (ادارہ)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900, E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

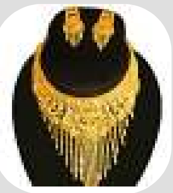

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

وصـــایا : منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر::6721 میں عبد الظہور خان ولد عبد الجبار خان مومن قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن پٹھان محل ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25/3/11 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گذارہ آمد ازتجارت ماہوار -/3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ناصر احمد العبد: عبد الظہور خان گواہ: ایس کے عظیم

مسل نمبر: 6722 میں بشریٰ بیگم فضل زوجہ محمد فضل احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن اجمیٹ ڈاکخانہ اجمیٹ ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27.3.12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان ٦ کمروں پر مشتمل 90 گز زمین قیمت پانچ لاکھ روپے۔ہار ساڑھے تین تولہ۔پھول کان ڈیڑھ تولہ۔انگوٹھی ۲ عدد آدھا تولہ۔کل ساڑھے پانچ تولے سونا قیمت -/151250 روپئے،چین چاندی کی ۱۵ تولے قیمت -/7500 روپے حق مہر سونے کے ذریعہ ادا کیا۔کل میزان -/658750 میرا گذارہ آمد ازخورونوش سالانہ -/12000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد فضل احمد الامۃ: بشریٰ بیگم گواہ: بشیر احمد یعقوب

مسل نمبر: 6723 میں محمد فضل احمد ولد محمد نعمت اللہ سنوری قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 53 سال پیدائشی احمدی ساکن اجمیٹ ڈاکخانہ اجمیٹ ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 27/3/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔پلاٹ جڑ جرلہ ۴۸۰ گز قیمت 960000 روپے ۔ آبائی زمین تین ایکڑ قیمت 150000 روپے ۔ زمین 14 گنٹھ قیمت -/37800 روپے۔میرا گذارہ آمد ازتجارت ماہوار 72000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بشیر احمد یعقوب العبد: محمد فضل احمد گواہ: منیر احمد فاروق

مسل نمبر: 6726 میں محمد عبد الرزاق ولد محمد عبد اللہ درویش قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 40 سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-08-01 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گذارہ آمد ازملازمت ماہوار -/6703 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: ناصر احمد زبیر العبد: محمد عبد الرزاق گواہ: بشیر الدین ننگلی

مسل نمبر: 6727 میں رفعت جہاں زوجہ مرزا اشرف علی بیگ قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 51 سال پیدائشی احمدی ساکن کالونی ڈاکخانہ سری پوری بھونیشور ضلع خوردہ صوبہ اُڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 16.12.11 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک فلیٹ واقع صوبہ بہار قیمت بارہ لاکھ روپے۔اس سے ماہانہ ایک ہزار روپے بطور کرایہ آمد ہوتی ہے۔سونا چودہ تولے۔ میرا گذارہ آمد ازخورونوش ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فرزان احمد خان الامۃ: رفعت جہاں گواہ: قمر علی دلسرہ

مسل نمبر: 6729 میں سیدہ امۃ الشکور عمیر زوجہ شیخ حفیظ اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال پیدائشی احمدی ساکن سورو ڈاکخانہ سورو ضلع بالیشور صوبہ اڑیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری 2012 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ہاتھ کی بالی ۲ عدد وزن ۸ گرام سونے کی قیمت 20,000 روپے۔ہار ایک عدد وزن دس گرام قیمت 25000 روپے۔ گلے کی چین ایک عدد وزن پانچ گرام قیمت 13000 روپے۔جھمکا کان کا دو عدد وزن چھ گرام قیمت 15000 روپے۔کان کا ٹوپ ۲ عدد وزن چھ گرام قیمت 15000 روپے۔رنگ کان دو عدد وزن تین گرام قیمت 7000 روپے انگوٹھی ایک عدد اڑھائی گرام قیمت 6000 روپے۔پٹی پاؤں کی چھ عدد چاندی ساٹھ گرام قیمت 4000 روپے۔چمکی ناک کی پانچ عدد قیمت 1500 روپے۔انگوٹھی ایک عدد چاندی قیمت 300 روپے۔زمین 17 ڈسمل قیمت 225000 روپے۔کل قیمت زیورات وجائداد مع حق مہر 371800 ۔میرا گذارہ آمد ازخورونوش ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: نوید الفتح شاہد الامۃ: سیدہ امۃ الشکور عمیر گواہ: شیخ حفیظ اللہ

مسل نمبر: 6728 میں مانگے خان جوئیہ ولد چندن خان جوئیہ قوم احمدی مسلمان پیشہ ریٹائرڈ عمر 60 سال تاریخ بیعت 2000ء ساکن ملکپور ڈاکخانہ ملکپور ضلع حسار صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/7/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائدادنہیں ہے۔میرا گذارہ آمد ازپنشن ماہوار 6075 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ آفتاب الدین العبد: مانگے خان جوئیہ گواہ: نورالدین احمد ناصر

مسل نمبر: 6730 میں بیمہ نثار الدین ولد اے نثار الدین قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن کلوکوڑی ڈاکخانہ اومایا نلور ضلع کولم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ 20.7.12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔طلائی زیورات کان کی بالیاں وزن آٹھ گرام قیمت 21888 روپے۔ انگوٹھی ایک گرام قیمت 2736 روپے۔حق مہر 7000 روپے۔میرا گذارہ آمد ازخورونوش ماہوار 300 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: اے نثار الدین الامۃ: بیمہ نثار الدین گواہ: پی عبد الناصر

مسل نمبر: 6732 میں شبینہ شاہین زوجہ فیروز عالم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال پیدائشی احمدی ساکن موسیٰ بنی ڈاکخانہ موسیٰ بنی ضلع ایسٹ سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 12-08-01 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان قیمت 2,00000 روپے۔ایک عدد سونے کی انگوٹھی وزن اڑھائی گرام قیمت 7500 روپے۔ایک عدد ٹاپس جوڑا وزن اڑھائی گرام قیمت 7500 روپے۔حق مہر 3000 روپے۔میرا گذارہ آمد ازخورونوش ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہّ آمد بشرح چندہ عام 16 / 1 اور ماہوار آمد پر 10 / 1 حصہّ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شبیر احمد چاند الامۃ: شبینہ شاہین گواہ: نواز احمد انسپکٹر تحریک جدید

مسل نمبر::6733 میں اے پی زینبی زوجہ ڈاکٹر منصور احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 62 سال پیدائشی احمدی ساکن مٹانور ڈاکخانہ مٹانور ضلع کنور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 1 ـ12-4 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10 / 1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ہار دو عدد۔تین جوڑی بالیاں۔ دو عدد انگوٹھیاں ۔ چھ عدد چوڑیاں ۔کل وزن ساڑھے چودہ گرام موجودہ قیمت 2,17500 ۔زمین 40 سنڈ مع بلڈنگ زیر نمبر 38/102 حصہ خاکسار کا 1,20,00000 روپے۔ زمین 75 سنڈ مع گو نمبر 117/28 موجودہ

قیمت 150,00000 روپے۔ ان میں سے میرا حصہ 1/8 ہے۔ میرا گذارہ آمد ازجیب خرچ ماہوار -/24000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: فضل الرحمن الامۃ: اے پی زینبی گواہ: کے عبدالسلام

مسل نمبر: 6734 میں سعدیہ نوری کے اے زوجہ ریاض احمد کے قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن کرولائی ڈاکخانہ کرولائی ضلع کیرلہ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2-7-12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ کنگن۔ بالیاں۔ پازیب۔ بالیاں۔ انگوٹھی دوعدد۔ ہار بعوض مہر وغیرہ کل وزن زیورات 97.480 گرام۔ میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ریاض احمد کے الامۃ: سعدیہ نوری گواہ: پی کے مشتاق

مسل نمبر: 6735 میں سیدہ امۃ الحی زوجہ ڈاکٹر مشتاق احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن جمگاؤں ڈاکخانہ بلواچک ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ بتاریخ 7-8-12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونا 125.65 گرام قیمت 3,51,577 چاندی 52.90 قیمت 2805 روپے میزان 3,54,38 حق مہر ایک لاکھ روپے۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہوار ایک ہزار روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: مشتاق احمد الامۃ: سیدہ امۃ الحی گواہ: بشیر الدین

مسل نمبر: 6737 میں داؤد احمد شاکر ولد عبدالرحمن قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 33 سال پیدائشی احمدی ساکن کالابن کوٹلی ڈاکخانہ دھری ریلوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14.7.12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 5533 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد شبیر مبشر العبد: داؤد احمد شاکر گواہ: محمد سلیم مبشر

مسل نمبر: 6738 میں پی اے کمال الدین ولد پی عبدالرحمن قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 50 سال تاریخ بیعت 1977 ساکن چاوکاڈ ڈاکخانہ چکم کنڈم ضلع تریسور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5/8/12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار 18000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمس الدین العبد: پی اے کمال الدین گواہ: ایم تاج الدین

مسل نمبر: 6739 میں پی وی اشرف ولد پی وی اشرف قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 51 سال تاریخ پیدائش 1977 ساکن چاوکاڈ ڈاکخانہ چکم کنڈم ضلع تریشور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5-8-12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ساڑھے نو سینٹ زمین مع مکان قیمت 15,00,000 میرا گذارہ آمد از تجارت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمس الدین العبد: پی وی اشرف گواہ: ایم تاج الدین

مسل نمبر: 6740 میں رحیمہ جمال الدین زوجہ جمال الدین پسی قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیچر عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27/7/12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونے کی چین۔ نیکلس۔ چوڑیاں، کمل، انگوٹھی، مع حق بعوض سونا وغیرہ کل وزن 190 گرام قیمت 4,00,000 روپے۔ پلاٹ مع گھر قیمت 30,00000 روپے کل میزان 34,00000 روپے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 17500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: جمال الدین سی الامۃ: رحیمہ جمال الدین گواہ: محمد اسماعیل آلپی

مسل نمبر: 6741 میں رملۃ احمد علی کے زوجہ احمد علی سی قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال تاریخ بیعت 1978 ساکن پینگاڑی ڈاکخانہ پینگاڑی ضلع کینانور صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20-6-12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین دس سینٹ قیمت آٹھ لاکھ روپے سروے نمبر 56/2 زیورات 240 گرام سونے نے قیمت چھ لاکھ روپے کل جائداد کی قیمت 14 لاکھ روپے۔ میرا گذارہ آمد از خورونوش ماہوار 2500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد اسماعیل اپلی الامۃ: رملۃ احمد علی کے گواہ: جمال الدین سی

مسل نمبر: 6743 میں اے فارس محمد ولد عبدالسلام قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 18 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن کزوور ڈاکخانہ مکتلہ ضلع کوتم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7-7-12 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گذارہ آمد از ملازمت ماہوار 6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شمس الدین اے العبد: اے فارس محمد گواہ: ہاشم اشرف

مسل نمبر: 6744 میں صلفی سی کے زوجہ سی منصور احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ نڈاکاؤ ضلع کالیکٹ صوبہ کالیکٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ بتاریخ 20/7/12 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی زیورات چوڑیاں ۳ عدد کل ۳۰ گرام، ہار ایک عدد ۲۸ گرام انگوٹھیاں ۳ عدد کل ۶ گرام نیک لیس ۲ عدد کل ۴۸ گرام، پازیب ایک جوڑی ۲۸ گرام بالیاں ایک جوڑی ۴ گرام کل ۱۴۴ گرام جس کی موجودہ قیمت ۳۹۷۸۰۰ روپے ہے۔ حق مہر ۱۰۸ گرام طلائی زیورات میں شامل ہیں۔ میرا گذارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی احمد سعید الامۃ: صلفی سی کے گواہ: سی منصور احمد

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222
2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

EDITOR
MUNEER AHMAD KHADIM
Tel. : (0091) 1872-224757
(Mob.): " 9876376441
(Mob.): " 9915379255
badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OFTHE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADR Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA

Vol. 62 Thursday 3rd Jan 2013 Issue No : 1

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 500/-
By Air : 45 Pounds or 70 U.S.
$: 50 Euro
: 70 Canadian Dollar

قرآن مجید، احادیث نبوی ﷺ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ کی روشنی میں

شہید کے مقام و مرتبہ کی پر معارف تشریح

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 14 دسمبر 2012 بمقام جرمنی

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عام طور پر شہید کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کیا جائے۔ بے شک ایک شخص جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے شہید کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن شہید کے معنوں میں بہت وسعت ہے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں آج حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات اور آنحضرت ﷺ کی احادیث کے حوالہ سے بعض باتیں بیان کروں گا۔ یہاں بڑی ہونے والی نسل یہ سوال کرتی ہے کہ گذشتہ دنوں ہیمبرگ میں واقفات نو کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ شہدا کے واقعات بیان کرتے ہیں تو اکثر کے واقعات میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ دعا کریں کہ میں شہید ہو جاؤں۔ یا شہادت کا مرتبہ پاؤں۔ تو شہید ہونے کی دعا کی بجائے اگر دشمنوں پر فتح کی دعا کی جائے تو یہ زیادہ بہتر ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ انبیاء اور مرسلین کا دشمنوں پر غلبہ ایک الٰہی تقدیر ہے اور انبیاء کے ساتھ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہوتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کو متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فتوحات اور غلبے کی خبریں دی ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اس کے واضح اور روشن نشانات جماعت احمدیہ دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے آثار بھی ہم دیکھ رہے ہیں بلکہ ہر سال لاکھوں کی تعداد میں لوگ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو رہے ہیں تو یہ سب ترقی اور فتوحات کے نشانات ہیں اور اس طرح جماعت احمدیہ اسلام کی صحیح تصویر پیش کر کے اسلام کے متعلق شکوک وشبہات دور کر رہی ہے اور کامیابی اور فتوحات کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ یہ غیر معمولی کام ہیں جو انقلاب پیدا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا بڑے مقاصد کے حصول کے لئے قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ جان کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یہ قربانی ان قربانی کرنے والوں کو شہادت کا مرتبہ دلاتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ شہادت صرف اس قدر نہیں ہے۔ اس کی گہرائی جاننے کے لئے، ان نوجوان سوال کرنے والوں کے لئے شہادت کے مقام کی وضاحت کرتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت ابوھریرہؓ کو فرمایا کہ اگر صرف خدا کی راہ میں مارے جانے والے ہی شہید ہوں گے تو پھر میری امت میں بڑے تھوڑے شہید ہوں گے۔ جو شخص صدق دل سے شہادت کی تمنا کرے تو اللہ تعالی اسے شہدا کے زمرے میں شامل کرے گا۔ خواہ اسکی موت بستر پر ہی کیوں نہ ہوئی ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک حقیقی مومن کا کام صرف ایک بار شہادت نہیں ہے بلکہ مسلسل قربانی کے لئے تیار رہنا ہے اور ہر کام خدا کی رضا کی خاطر کرنا ہے۔ جب جنگوں میں شہادت کا دور تھا ایک مومن اس شہادت کی تڑپ رکھتا تھا۔ آج کل کے حالات میں جنگیں تو نہیں ہیں ہمارے مخالف چھپ کر حملہ کرتے ہیں اور اگر کھل کر کریں تو بھی آج جنگ کے حالات نہیں ہیں بلکہ مومن کا امتیاز یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں قربانی کے لئے تیار رہتا ہے۔ اللہ تعالی نے نبیوں اور مرسلوں کو شہادت کا فلسفہ سمجھایا ہے اور ہم پر یہ احسان کرتے ہوئے زمانے کے امام حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث کیا ہے اور آپ نے نبی ،صدیق ،شہید اور صالح کی خصوصیات تفصیلا بیان کی ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس وقت میں شہید سے متعلق وضاحت سے بیان کروں گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے متعدد جگہ شہید کی حقیقت بیان فرمائی ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ مقام شہادت کے لئے دعا کیوں کی جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ شہید کی حقیقت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ”عام لوگ تو شہید کیلئے اتنا ہی سمجھ بیٹھے ہیں کہ شہید وہ ہوتا ہے جو تیر یا بندوق سے مارا جاوے یا کسی اور اتفاقیں موت سے مرجاوے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہادت کا یہی مقام نہیں ہے۔ میرے نزدیک شہید کی حقیقت قطع نظر اس کے کہ اس کا جسم کاٹا جاوے کچھ اور ہی ہے اور وہ ایک کیفیت ہے جس کا تعلق دل سے ہے۔ یاد رکھو کہ صدیق نبی سے ایک قرب رکھتا ہے اور وہ اس سے دوسرے درجہ پر ہوتا ہے اور شہید صدیق کا ہمسایہ ہوتا ہے نبی میں تو سارے کمالات ہوتے ہیں یعنی وہ صدیق بھی ہوتا ہے اور شہید بھی ہوتا ہے صالح بھی ہوتا ہے لیکن صدیق اور شہید ایک الگ الگ مقام ہیں۔ اس بحث کی بھی حاجت نہیں کہ آیا صدیق شہید ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ مقام کمال جہاں ہر ایک امر خارق عادت پر معجزہ سمجھا جاتا ہے وہ ان دونوں مقاموں پر اپنے رتبہ اور درجہ کے لحاظ سے جدا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اسے ایسی قوت عطا کرتا ہے کہ جو عمدہ اعمال ہیں اور جو عمدہ اخلاق ہیں وہ کامل طور پر اور اپنے اصلی رنگ میں اس سے صادر ہوتے ہیں اور بلا تکلف صادر ہوتے ہیں کوئی خوف اور رجا ان اعمال صالحہ کے صدور کا باعث نہیں ہوتا ہے بلکہ وہ اس کی فطرت اور طبیعت کا ایک جزو ہو جاتے ہیں۔ تکلف اس کی طبیعت میں نہیں رہتا۔ جیسے ایک سائل کسی شخص کے پاس آوے تو خواہ اس کے پاس کچھ ہو یا نہ ہو تو اسے دینا ہی پڑے گا۔ اگر خدا کے خوف سے نہیں تو خلقت کے لحاظ سے مگر اس قسم کا تکلف شہید میں نہیں ہوتا۔ اور یہ قوت اور طاقت اس کی بڑھتی جاتی ہے جوں جوں بڑھتی جاتی ہے اسی قدر اس کی تکلیف کم ہوتی جاتی ہے اور وہ بوجھ کا احساس نہیں کرتا مثلاً ہاتھی کے سر پر ایک چیونٹی ہو تو وہ اس کا کیا احساس کرے گا۔

(الحکم جلد ۹ نمبر ۱۸ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۸)

عام لوگوں نے شہید کے معنی صرف یہی سمجھ رکھے ہیں کہ جو شخص لڑائی میں مارا گیا۔ یا دریا میں ڈوب گیا یا وبا میں مرگیا وغیرہ مگر میں کہتا ہوں کہ اسی پر اکتفا کرنا اور اسی حد تک اس کو محدود رکھنا مومن کی شان سے بعید ہے۔ شہید اصل میں وہ شخص ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ سے استقامت اور سکینت کی قوت پاتا ہے اور کوئی زلزلہ اور حادثہ اُس کو متغیر نہیں کرسکتا وہ مصیبتوں اور مشکلات میں سینہ سپر رہتا ہے یہاں تک کہ اگر محض خدا تعالیٰ کیلئے اس کو جان بھی دینی پڑے تو فوق العادت استقلال اُس کو ملتا ہے اور وہ بدوں کسی قسم کا رنج یا حسرت محسوس کئے اپنا سر رکھ دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ بار بار مجھے زندگی ملے اور بار بار اس کو اللہ کی راہ میں دوں۔ ایک ایسی لذت اور سرور ان کی روح میں ہوتا ہے کہ ہر تلوار جوان کے بدن پر پڑتی ہے اور ہر ضرب جوان کو پیس ڈالے ان کو پہنچتی ہے وہ ان کو ایک نئی زندگی نئی مسرت اور تازگی عطا کرتی ہے یہ ہیں شہید کے معنی۔

پھر یہ لفظ شہد سے بھی نکلا ہے عبادت شاقہ جو لوگ برداشت کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں ہر ایک تلخی اور کدورت کو جھیلتے ہیں اور جھیلنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں وہ شہد کی طرح کی ایک شیرینی اور حلاوت پاتے ہیں اور جیسے شہد فیہ شفاء اللناس کا مصداق ہے یہ لوگ بھی ایک تریاق ہوتے ہیں۔ ان کی صحبت میں آنیوالے بہت سے امراض سے نجات پا جاتے ہیں۔

اور پھر شہید اور درجہ اور مقام کا نام بھی ہے جہاں انسان اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہے یا کم از کم خدا کو دیکھتا ہو یقین کرتا ہے اس کا نام احسان بھی ہے۔“ (الحکم جلد نمبر ۱۱ مورخہ ۹ / مارچ ۱۹۰۱ صفحہ ۱)

حضور انور نے حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے کی تشریح میں فرمایا کہ جب انسان خدا تعالی کی عبادت کی طرف توجہ رکھتا ہے تو اس سے ایسی حرکت سرزد نہیں ہوسکتی جو خدا تعالی کی رضا کے خلاف ہو۔ جب یہ حالت ہو تو یہ مقام شہید کا ہے اور یہ سب کچھ کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں ہوتا بلکہ اس راہ میں آنے والی تکالیف مومن کے لئے خوشی کا باعث بنتی ہیں۔ اسی طرح شہید کا مقام اس وقت ملتا ہے جب مومن تکالیف برداشت کر کے خدا تعالی کی راہ میں عبادت بجالا رہا ہو۔ اور اس عمل سے ایسا سکون ایسا مزہ اسے حاصل ہو رہا ہو جیسا کہ شہد کی مٹھاس سے آتا ہے۔ حضور انور نے خدا تعالی کی راہ میں استقامت دکھانے کے لئے ہمیشہ سچ سے کام لینے کی تلقین فرمائی۔ خصوصا پاکستانی احمدیوں کو نصیحت فرمائی کہ وہ اسائلم کے معاملے میں سچ پر قائم رہیں۔ حضور انور نے خطبہ کے آخر میں فرمایا: یہ خصوصیات ایک مومن کی ہونی چاہئیں۔ جب یہ خصوصیات ہوں گی تو مومن کو شہادت کا رتبہ حاصل ہوگا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اس رتبہ کو پانے کے لئے خدا تعالی پر کامل یقین رکھیں۔ نیک اعمال بجالانے والے ہوں۔ استقامت اور سکینت پانے کے لئے خدا تعالی کے حضور جھکنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ کے آخر میں سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالی نے مکرم مقصود احمد صاحب شہید کوئٹہ پاکستان کی شہادت کا واقعہ بیان فرمایا۔ آپ نے شہید کے نیک اخلاق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالی مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور نے ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ ❁❁❁